﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 09/ جولائی 2010ء — 26/ رجب 1431 ہجری قمری ❁ 09/ وفا 1389 ہجری شمسی | شمارہ 28

ہمّ وغم سے نجات کا نسخہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے استغفار کو لازم پکڑ لیا تو اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اُس کے لئے نکال دیتا ہے، اور ہر غم و رنج سے اس کو نجات دیتا ہے، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچاتا ہے جہاں سے اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ (سنن ابوداؤد باب فی الاستغفار)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مامور من اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں جو ان کو تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں، توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے ان کی صداقت کو پا لیتے ہیں۔

مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جاویں اور وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں۔ جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہوسکتا۔

درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتے ہیں کہ ایک طرف عبودیت مُضطر ہو کر اور چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اُدھر سے اُلوہیت اپنے فضلوں کے لشکر لے کر اس کی تسلّی کے لئے قدم بڑھاتی ہے۔

اِس وقت ہمارے احباب کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے مکّہ معظّمہ میں کیا۔

اِس وقت کسی پر بھروسہ نہ کریں کہ فلاں شخص ہماری مدد کرے گا۔ یاد رکھیں اِس وقت خداوند جلّ وعلا کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں۔

❁...... ’’سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر شخص جو خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اس کے لئے امتحان ضروری رکھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت: 3) امتحان خدا کی عادت ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ عالم الغیب خدا کو امتحان کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اپنی سمجھ کی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ امتحان کا محتاج نہیں ہے۔ انسان خود محتاج ہے تا کہ اس کو اپنے حالات کی اطلاع ہو اور اپنے ایمان کی حقیقت کھلے۔ مخالفانہ رائے سن کر اگر مغلوب ہو جاوے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قوت نہیں ہے۔ جس قدر علوم و فنون دُنیا میں ہیں بدُوں امتحان ان کو سمجھ نہیں سکتا۔ خدا کا امتحان یہی ہے کہ انسان سمجھ جاوے کہ میری حالت کیسی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مامور من اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں جو ان کو تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں، توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے اُن کی صداقت کو پا لیتے ہیں۔ پس ماموروں کے مخالفوں کا وجود بھی اس لئے ضروری ہے۔ جیسے پھولوں کے ساتھ کانٹے کا وجود ہے۔ تریاق بھی ہیں، تو زہریں بھی ہیں۔ کوئی ہم کو کسی نبی کے زمانہ کا پتہ دے جس کے مخالف نہ ہوئے ہوں اور جنہوں نے اس کو دوکاندار، ٹھگ، جُھوٹا، مُفتری نہ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام پر بھی افترا کر دیا یہاں تک کہ ایک پلید نے تو زنا کا الزام لگا دیا اور ایک عورت کو پیش کر دیا۔ غرض ان پر ہر قسم کے افترا کیے جاتے ہیں تا لوگ آزمائے جاویں۔ (اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان نابکاروں کی پُھونکوں سے معدوم کئے جاویں) یہی ایک نشان اور تمیز ہوتی ہے اُن کے خدا کی طرف سے ہونے کی کہ مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جاویں اور وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں۔ ہاں جو خدا کی طرف سے نہ ہو وہ آخر معدوم اور نیست و نابود ہو جاتا ہے لیکن جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے، وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہوسکتا۔ وہ کاٹنا چاہتے ہیں اور یہ بڑھتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ہے جو اس کو تھامے ہوئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے کہ ہر طرف سے مخالفت ہوتی تھی مگر آپؐ ہر میدان میں کامیاب ہی ہوتے تھے۔ صحابہؓ کے لئے یہ کیسی دل خوش کرنے والی دلیل تھی جب وہ اس نظارے کو دیکھتے تھے۔ اسلام کیا ہے؟ بہت سی جانوں کا چندہ ہے۔ ہمارے آباء و اجداد چندہ ہی میں آئے۔ اب اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو کُل ملّتوں پر غالب کرے۔ اُس نے مجھے اِسی مطلب کے لئے بھیجا ہے اور اِسی طرح بھیجا ہے جس طرح پہلے مامُور آتے رہے۔ پس آپ میری مخالفت میں بھی بہت سی باتیں سُنیں گے اور بہت قسم کے منصوبے پائیں گے۔ لیکن میں آپ کو نصیحتاً للہ کہتا ہوں کہ آپ سوچیں اور غور کریں کہ یہ مخالفتیں مجھے تھکا سکتی ہیں۔ یا اُن کا کچھ بھی اثر مجھ پر ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ ہے جو میرے ساتھ کام کرتا ہے، ورنہ میں کیا اور میری ہستی کیا؟‘‘۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 413-412)

❁...... ’’درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتے ہیں کہ ایک طرف عبودیت مُضطر ہو کر اور چاروں طرف سے کٹ کر اُسی اکیلے سبب ساز کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اُدھر سے الوہیت اپنے فضلوں کے لشکر لے کر اُس کی تسلّی کے لئے قدم بڑھاتی ہے۔ مَیں ہمیشہ یہ سنّتِ انبیاء علیہم السلام اور سنّت اللہ میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر اس گرامی جماعت کی رأفت و رحمت ابتلا کے وقت اپنے خدّام کی نسبت جوش مارتی ہے۔ آرام و عافیت کے وقت وُہ حالت نہیں ہوتی‘‘۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 382)

❁...... ’’جو کچھ ہو رہا ہے۔ ارادۂ الٰہی کے موافق ہو رہا ہے۔ ضروری تھا کہ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے ان آثار کی صداقت پر مُہر لگا دیتے۔ جن میں لکھا ہے کہ مہدئ موعود کے وقت بڑا شور برپا ہو گا اور اس کو سلف و خلف کے عقائد کے خلاف باتیں بنانے والا کہہ کر کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اس وقت ہمارے احباب کو ایسا ہی صبر کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ نے مکہ معظّمہ میں کیا۔ کوئی حرکت اُن سے ایسی سرزد نہ ہوئی جو انہیں حُکام تک پہنچاتی۔ اس وقت کسی پر بھروسہ نہ کریں کہ فلاں شخص ہماری مدد کرے گا۔ یاد رکھیں اس وقت خداوند جلّ وعلا کے سوا کوئی ولی و نصیر نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 382)

لاہور کی احمدیہ مساجد میں شہید ہونے والے 12 مزید شہداء کے تعارف، واقعہ شہادت اور ان کی نیکیوں اور خوبیوں پر مشتمل ذکر خیر۔ اللہ تعالیٰ ان سب شہداء کے درجات بلند فرمائے

مکرمہ سرور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب (مرحوم) کی وفات پر مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جولائی 2010ء بمقام بیت الفتوح۔ لندن

(لندن۔2 جولائی 2010ء) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اس خطبہ میں بھی گزشتہ چند خطبات کا مضمون جاری رہا۔ یعنی حضور انور ایدہ اللہ نے لاہور کی احمدیہ مساجد میں شہید ہونے والے احمدیوں کا ذکر خیر فرمایا۔ آج کے خطبہ میں جن مزید شہداء کا ذکر ہوا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

مکرم عبدالرحمان صاحب شہید ابن مکرم محمد جاوید اسلم صاحب، مکرم نثار احمد صاحب شہید ابن مکرم غلام رسول صاحب، مکرم ڈاکٹر اصغر یعقوب خان صاحب شہید ابن مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب، مکرم میاں محمد سعید درد صاحب شہید ابن مکرم حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ، مکرم محمد یحییٰ خان صاحب شہید ابن مکرم ملک عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ، مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب شہید ابن مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں صاحب، مکرم لال خان صاحب ناصر شہید ابن مکرم حاجی احمد صاحب، مکرم ظفر اقبال صاحب شہید ابن مکرم محمد صادق صاحب، مکرم منصور احمد صاحب شہید ابن مکرم عبدالحمید جاوید صاحب، مکرم مبارک علی اعوان صاحب شہید ابن مکرم عبدالرزاق صاحب، مکرم عتیق الرحمان صاحب ظفر شہید ابن مکرم محمد شفیع صاحب، مکرم محمود احمد صاحب شہید ابن مکرم مجید احمد صاحب۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کے مختصر تعارف، ذاتی و خاندانی حالات اور واقعہ شہادت کے علاوہ ان کی مختلف خوبیوں اور خدمات اور خصائل حمیدہ کا ذکر فرمایا۔ شہداء کا یہ ذکر خیر دلوں کو بہت گداز کرنے والا اور ان کی نیکیوں اور خوبیوں کو اپنانے اور زندہ رکھنے کے لئے دلوں میں پاک ولولے پیدا کرنے والا ہے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے مکرمہ سرور سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب (مرحوم) کا ذکر خیر فرمایا جو 28 جون کو 87 سال کی عمر میں ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئیں۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ مرحومہ حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ آپ نے ہمیشہ اپنے واقف زندگی خاوند کا بھرپور ساتھ دیا۔ خود آپ کو بھی لجنہ کراچی اور لجنہ ربوہ میں 48 سال تک بطور صدر لجنہ حلقہ جات خدمت کی توفیق ملی۔ اپنے بچوں کے علاوہ بے شمار بچوں، بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ اپنے نفس پر قربانی وارد کر کے بھی دوسروں کا خیال رکھتی تھیں۔ حضور نے مرحومہ کی مختلف خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ کے بعد مرحومہ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ باقی شہداء کا ذکر انشاء اللہ آئندہ خطبہ جمعہ میں ہوگا۔

اعلان

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/ اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔

آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت:

تاریخ اشاعت: ناشر/طابع: تعداد صفحات: سائز کتاب: موضوع

برائے رابطہ فون نمبرز:

آفس: 0092476215953

Res:047614313, Mob: 03344290902

فیکس نمبر: 0092476 211943

ای میل: tahqeeq@gmail.com , tahqeej@yahoo.com

ayaz313@hotmail.com

انچارج ریسرچ سیل۔ ربوہ

ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

سُرخرو مومنوں کی عبادت ہوئی ہے
بڑی سے بڑی ہر شہادت ہوئی ہے
جو صدیوں میں بھی نہ ملی ہو کسی کو
انہیں ایسی حاصل سعادت ہوئی ہے
ملا ہے جنہیں قُربِ ربِّ حبیب
نہیں دور اب منزلیں ہیں قریب
ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

خدائی صحیفوں میں تحریر ہے
کہ بہتر اُسی کی ہی تدبیر ہے
ہمیشہ وہ ہے صبر والوں کے ساتھ
اُنہی کی دُعاؤں میں تاثیر ہے
وہ کہتا ہے اِنِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیب
ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

اگر نیک دل کا ارادہ نہیں
تو پانا خدا کو بھی سادہ نہیں
کرو ظلم تو پاؤ گے جنتیں
خدا کا کہیں ایسا وعدہ نہیں
بدل لو خیالات اب بھی عجیب
ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

یہ مانا کہ چھوٹا سا یہ غم نہیں
مگر حوصلہ بھی کوئی کم نہیں
ہلا دے دلوں سے جو ایمان کو
اے دُشمن ترے پاس وہ دَم نہیں
ذرا دیکھتے جاؤ تم بھی رقیب
ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

ضرب تم نے گو کہ لگائی ہے کاری
مگر کر نہ پاؤ گے دہشت کو طاری
خدا کی جو غیرت کو للکارتے ہو
نہ بھولو پڑے گا یہ سب تم پہ بھاری
تمہیں صرف ہو گی جہنم نصیب
ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

یہ کالی سیاہ رات ڈھل جائے گی
لہو کی ہر اک بوند پھل لائے گی
یونہی باندھ رکھنا ذرا ہمتیں
یہ رُت دیکھنا اب بدل جائے گی
ہے گرنے کو اب یہ دکھوں کی صلیب
ہے نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

خدا اپنا جلوہ دکھا دے انہیں
تو کیا ہے ذرا اب بتا دے انہیں
نشاں عبرتوں کے بنا دے انہیں
کوئی فیصلہ اب سُنا دے انہیں
کہ پُر امن ہو جائے شہرِ غریب
ہو نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ ، فَتْحٌ قَرِیْب

(امتہ القدوس شمس۔ لندن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 101

90ء کی دہائی کے بعض مخلص احمدی (4)

مکرم محمد ابراہیم اِخلف صاحب

(قسط اول)

ایک مخلص اور صالح نوجوان جن کی اللہ تعالیٰ نے قبول احمدیت کی طرف راہنمائی فرمائی، پھر اس کی تبلیغ سے اس کے اہل خانہ بھی احمدی ہوگئے، اسی کی تبلیغی کوششوں سے اس کی بستی میں بھی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ عربی کے علاوہ ڈچ اور مراکشی قبائلی ''امازیغی'' زبان بھی بولتے ہیں اور حضور انور کی ہدایت پر ان زبانوں میں مختلف پروگرامز بھی ریکارڈ کروا رہے ہیں۔ آیئے ان سے ان کے اس سفر کے بعض واقعات سنتے ہیں۔

میری پیدائش 1973ء میں ہالینڈ میں ہوئی جب کہ میرے والدین کا تعلق مراکش کے شمالی ساحلی علاقے سے ہے جہاں سے وہ کافی عرصہ پہلے ہالینڈ شفٹ ہوگئے تھے۔

میرا خاندان دینی اعتبار سے کافی حد تک مذہبی اور صوم وصلاۃ کا پابند تھا۔ گھر کے ماحول پر بھی مراکشی رنگ غالب تھا اس لئے باوجود ہالینڈ میں پیدا ہونے کے مجھے ایسے لگتا ہے کہ جیسے میں مراکش میں ہی پیدا ہوا۔ کچھ بڑا ہوا تو میرے والدین نے مجھے تین سال کے لئے مراکش بھیج دیا جہاں میں نے قرآن کریم پڑھا اور مراکش کے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ مراکش کا طرز زندگی بہت مشکل تھا، ہمیں سکول جانے اور آنے کیلئے روزانہ دس کلومیٹر کے قریب چلنا پڑتا تھا۔ صبح کے وقت سردی جبکہ دوپہر کو سخت گرمی ہوتی تھی۔ اس موسمی شدت اور مشکل حالات نے ہمیں جسمانی اور ذہنی طور پر مضبوط بنا دیا۔

جنّ، عذاب قبر اور عیسیٰ علیہ السلام

شروع سے ہی مجھے دینی امور میں دلچسپی تھی اور خدا تعالیٰ کی محبت اور قبولیت دعا کا یقین تھا۔ مراکش میں رہائش کے دوران، جبکہ میں ابھی بچہ ہی تھا، بعض امور بڑی اچھی طرح ہمارے گوش گزار کرائے گئے۔ ان میں سے ایک یہ کہ مُردوں کو قبر میں عذاب دیا جاتا تھا۔ میرے دل میں اس قدر جستجو پیدا ہوئی کہ میں اپنی ایک بہن اور بھائی کو لے کر قبرستان جا پہنچا جہاں ہم قبروں کے ساتھ کان لگا لگا کر سننے کی کوشش کرتے رہے کہ شاید ہمیں کسی مردے کو عذاب دینے کی آواز سنائی دے۔ لیکن ہمیں کچھ سنائی نہ دیا۔

پھر ہمیں یہ کہا گیا کہ جنّات پرانے کھنڈروں اور ویران گھروں میں رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم مختلف بے آباد مقامات پر گئے کہ شاید ہمیں کوئی جن دکھائی دے، لیکن وہ بھی نہ دکھائی دیا۔

پھر ہمیں بتایا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے ہیں۔ چنانچہ میں رات کو کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آسمان پر نظر دوڑاتا کہ شاید مجھے کہیں عیسیٰ علیہ السلام نظر آجائیں۔ بہرحال یہ بچپن کی معصوم اور فطری سوچ کا نتیجہ تھا۔

اسلامی کتب کا مطالعہ اور سکول کی پڑھائی

مراکش سے واپسی کے بعد ابھی گو کہ ہماری عمر اتنی زیادہ نہ تھی لیکن اسلامی کتب پڑھنے کا خاص شوق پیدا ہوگیا تھا۔ یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر تک ہم نے علمائے اسلام اور مستشرقین کی دسیوں کتب کا مطالعہ کر لیا تھا۔

اسلامی کتب کے مطالعہ اور قرآن کریم کی آیات و احادیث کو حفظ کرنے کے شوق کے باوجود میں سکول کی پڑھائی میں بہت کمزور تھا، جس پر میرے والد صاحب اکثر مجھے سزا دیتے تھے جبکہ میری والدہ بہت متفکر اور غمگین ہو جاتی تھیں اور بہت کثرت سے میرے لئے دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ اسی عرصہ میں میں نے خواب میں اپنی آنکھوں کے سامنے سفید کاغذ دیکھا اور ایک آواز سنی کہ پڑھو، چنانچہ میں نے پڑھا پھر آواز سنائی دی کہ اس کو دوبارہ پڑھو۔ یہ آواز بار بار سنائی دیتی رہی کہ اس کو دوبارہ پڑھو اور ہر دفعہ وہ کاغذ میرے نزدیک سے نزدیک آتا گیا اور مجھے اس کی تحریر زیادہ سے زیادہ سمجھ آتی گئی۔

اس رؤیا کے بعد میں پڑھائی میں اچھا ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ہالینڈ میں جس بستی میں میں رہتا تھا اس میں دیگر عرب بھی تھے لیکن ان میں سے میں پہلا عربی تھا جو یونیورسٹی تک پہنچا تھا۔

مسیح ہندوستان میں

انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں کتابوں کی ایک بڑی دکان پر تھا جہاں ایک کتاب خصوصی طور پر میری توجہ کا مرکز بنی جو جرمن محقق Holger Kersten کی تالیف Jesus Lived In India by تھی۔ میں نے یہ کتاب خرید لی۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور حیات ووفات کا معاملہ مجھے شروع سے ہی بہت پریشان کرتا تھا اس لئے میں نے یہ کتاب بہت جلد پڑھ لی۔ اس کتاب کے مؤلف نے علمی طور پر ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ میں کتاب پڑھتا گیا اور دل سے اس کے مضمون کو قبول کرتا گیا۔ اب میرے لئے صرف یہ سوال باقی تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے تو پھر قرآن کریم میں مذکور عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب سے کیا مراد ہے۔ اس کا حل بھی اس کتاب میں موجود تھا کیونکہ مؤلف نے ذکر کیا تھا کہ ہندوستان کے ایک شخص مرزا غلام احمد نے قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صلیب کے الفاظ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ صلیب پر لٹکائے تو گئے لیکن اس پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ اس بات نے مجھے مجبور کیا کہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی شخصیت اور آپ کے افکار وخیالات کے بارہ میں کچھ تحقیق کروں۔

تحقیق کا آغاز

یہ 90ء کی دہائی کے شروع کی بات ہے جب انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولت اتنی عام نہ تھی نیز جماعت کی طرف سے انٹرنیٹ پر کسی قسم کا کچھ مواد میسر نہ تھا نہ ہی ہالینڈ میں جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں اس قدر تیز تھیں اور مزید برآں یہ کہ مجھے بھی جماعت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا بلکہ اس کا نام تک نہ سنا تھا۔ جبکہ دوسری طرف ہالینڈ میں لاہوری جماعت بہت سرگرم تھی اور انہوں نے اپنا کافی لٹریچر وغیرہ بھی پھیلایا ہوا تھا۔ مجھے لائبریری میں ان کی ایک کتاب مل گئی جس میں انہوں نے بتایا تھا کہ ان کی جماعت حقیقی جماعت احمدیہ ہے نیز حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تحریرات کے حوالے سے لکھا تھا کہ دجال کیا ہے اور یاجوج وماجوج کی حقیقت کیا ہے، کسر صلیب سے کیا مراد ہے وغیرہ وغیرہ، علاوہ ازیں یہ بھی لکھا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب غلطی پر ہیں۔ چونکہ مجھے اس وقت لاہوری جماعت کی حقیقت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا اس لئے اس مسئلے کو بالکل نہ سمجھ سکا بلکہ میرا سارا دھیان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شخصیت اور آپ کے افکار واقوال کی طرف تھا۔ آپ کے حوالے سے جو بھی مضامین میں نے اس کتاب میں پڑھے میری عقل انہیں قبول کرتی گئی، لیکن چونکہ آپ کے دعویٰ کے بارہ میں لاہوری جماعت کوئی واضح موقف نہیں رکھتی جس کی بناء پر آپ علیہ السلام پر ایمان لانے یا نہ لانے کی بات ہوتی۔ لہٰذا باوجود دلی طور پر ان تمام افکار ومفاہیم کو قبول کر لینے کے بھی آپ علیہ السلام پر ایمان لانے اور آپ کی جماعت میں شمولیت کا سوال پیدا نہ ہوا۔

تالیف منیف دیباچہ تفسیر القرآن

یہ ایام میرے لئے بہت مجاہدے اور روحانی تجربات کے ایام تھے۔ میں بکثرت تہجد پڑھتا اور عبادت کرتا تھا نیز قرآن، احادیث اور صوفیا کی کتب کا مطالعہ کرتا رہتا۔ اور ایک گوشہ نشینی کی سی کیفیت میں وہ ایام گزار رہا تھا جن میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت فضل فرمائے اور خود میری راہنمائی فرمائی۔ انہی امور میں سے ایک یہ بھی ہوا کہ میرا بڑا بھائی ایک دن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تالیف منیف دیباچہ تفسیر القرآن کا ڈچ زبان میں ترجمہ خرید لایا۔ یہ کتاب ایک غیر معمولی تالیف ہے۔ اس میں توریت وانجیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں پڑھ کر بہت لطف آیا، پھر ردّ عیسائیت کے دلائل پڑھ کر میرے دل نے کہا کہ اس شخص نے تو عیسائیت کی صلیب توڑ کے رکھ دی ہے۔ شاید مجھے اس بات میں زیادہ دلچسپی اس لئے بھی تھی کہ میں نے میٹرک تک پڑھائی کیتھولک سکول میں کی تھی جس میں ہمیں توریت وانجیل کے دروس بھی دیئے جاتے تھے لیکن باوجود اس یقین کے کہ اسلام ان ادیان پر غالب ہے میں دفاع سے عاجز تھا، تاہم دل میں یہ خواہش تھی کہ انکی صلیب کو اسلام کے قاطع دلائل سے توڑوں یا ٹوٹتا ہوا دیکھوں، اور اس کتاب کے مطالعہ سے میری یہ خواہش پوری ہوگئی۔

اس کتاب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں زیادہ نہیں لکھا تاہم میں یہ پڑھ کر حیران ضرور ہوا کہ آپ اپنے آپ کو ابن مسیح موعود لکھتے ہیں اور آپ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ آپ کو وحی ہوتی ہے۔ بہرحال اس کے باوجود بات آگے نہ بڑھی۔

فرشتہ صورت شخص

کچھ عرصہ مزید گزر گیا حتی کہ 1994ء کا سال آگیا جب ہم نے ڈش لگوائی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کی طرف میری راہنمائی فرما دی۔ ہمیں ایم ٹی اے مل گیا جہاں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی شخصیت کو دیکھتے ہی میں تو ان کا گرویدہ ہوگیا۔ جب میری والدہ نے حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کو دیکھا تو ان کی حالت بھی عجیب ہوگئی کیونکہ انہیں سات سال قبل دیکھا ہوا اپنا ایک رؤیا یاد آگیا۔ 1987ء میں ایک دن میری والدہ صاحبہ والد صاحب کے ساتھ بعض اختلافات کی وجہ سے بہت حزین وغمگین لیٹی ہوئی تھیں شاید ایسے میں ان کی آنکھ لگ گئی اور انہوں نے دیکھا کہ جیسے کمرے میں کوئی آکر انہیں کہتا ہے کہ صبر کرو انشاء اللہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ وہ ایسی فرشتہ صورت شخص تھا کہ اس کی حسین صورت میری والدہ صاحبہ کے ذہن میں نقش ہو کے رہ گئی۔ پھر جب ایم ٹی اے پر حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کو دیکھا تو وہ پکار اٹھیں کہ یہ تو وہی شخص ہے جس نے سات سال قبل مجھے رؤیا میں آکر تسلّی دی تھی اور کہا تھا کہ صبر کرو انشاء اللہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔

بنگالی ''کافر''

انہی ایام میں میری ملاقات اپنے گاؤں ''درونین'' کے رہائشی کچھ صومالیوں سے ہوئی جنہوں نے مجھے بتایا کہ آج وہ ایک بنگالی کافر سے ملے ہیں جس کا کلمہ لا إلہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی بجائے احمد رسول اللہ ہے اور اس نے انہیں اپنے عقائد کی تبلیغ کی ہے۔ یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے نبی پر ایمان لاتا ہے اور اس کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے جماعت احمدیہ کی بعض کتب پڑھی ہیں مجھے تو ان کی تفاسیر اور خیالات سے اتفاق ہے۔ ہاں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی نبی کو تسلیم نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کا ثبوت قرآن کریم سے نہ دیا جائے۔ یہی سوچ کر میں اس بنگالی شخص کے گھر جا پہنچا اور مجھے پکا یقین تھا کہ وہ قرآن کریم سے یہ بات ثابت نہیں کر سکے گا۔ بہرحال جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جونہی یہ شخص باہر نکلا مجھے اس کے چہرہ میں ایک غیر معمولی نور نظر آیا جسے دیکھتے ہی میرا دل بیٹھ گیا اور اپنے سارے مطالبے بھول کر میں نے اس سے بڑے احترام کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے اپنے مسلک کی کچھ کتب پڑھنے کیلئے دیں۔ نہ جانے انہوں نے اس وقت مجھ میں کیا دیکھ کر

کہا کہ میں یہاں اس بستی میں اکیلا احمدی ہوں اور میں ہمیشہ یہی دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ مجھے کچھ پھل عطا فرما۔ اس وقت مجھے ان کی بات سمجھ نہ آئی ۔ لیکن جب میں احمدی ہوگیا تو سمجھا کہ پھلوں کی دعا سے مراد بیعتیں اور نئے لوگوں کا جماعت میں شامل ہونا ہے۔ بہرحال انہوں نے مجھے گھر میں بٹھایا۔ میری ان کے ساتھ مختصر سی گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو آخری شرعی نبی ہی سمجھتے ہیں۔ اور میرے اصرار پر انہوں نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' کا ترجمہ دیا جس کو پڑھ کر میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کو آخری شرعی نبی مانتے ہیں۔ اور کتاب کا مؤلف جس بات کا دعویدار ہے وہ اسلام کے مخالف نہیں بلکہ وہ خود کہتا ہے کہ میں اسلام کی ترقی اور اسی کو پھیلانے کیلئے آیا ہوں۔ لہٰذا مجھے اس معاملہ کے بارہ میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کیونکہ اگر اس کتاب کا مؤلف اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے آیا ہے اور وہ نبی ہے تو پھر مجھے ساری زندگی اس کے قدموں میں رکھ دینی چاہئے۔

دعا اور خدا کی راہنمائی اور بیعت

ان تمام مذکورہ سوچوں کے باوجود میں خود کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے اپنا سائیکل لیا اور اپنی بستی کے نواحی جنگل میں جا کر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ یہ تحقیق شاید کئی سالوں پر محیط ہو، لیکن میں کئی سال کا انتظار نہیں کر سکتا۔ تو جانتا ہے کہ حق کیا ہے لہٰذا تین دن میں میرے لئے حقیقت کو آشکار کر دے۔ اس دعا کے بعد جب میں گھر واپس آ رہا تھا تو میں مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام پر غور کر رہا تھا کہ کس طرح چاند سورج کے مشابہہ اور اس کا ظل ہوتا ہے اور وہ سورج سے ہی نور اخذ کرتا ہے، اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بدر کامل ہونا سمجھ میں آنے لگا۔ میرے دل کی تڑپ کو اطمینان اور تسکین کا مرہم ملنے لگا پھر بھی میں اپنی طرف سے کوئی قدم اٹھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا رہا کہ وہ خود میری راہنمائی فرمائے۔

دعا کے ان تین دنوں میں ظاہر ہونے والے دو امور ایسے تھے جن کا بیان یہاں پر ضروری ہے۔ ایک یہ کہ میں نے مختلف ادیان کا مطالعہ کیا تھا اور ہر دین اور ہر فرقہ کی کوئی نہ کوئی بات اچھی بھی لگی تھی پھر بھی ان کے مطالعہ اور ان کے بارہ میں غور وفکر نے میرے اندر کسی قسم کی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی، لیکن احمدیت کے متعلق تحقیق اور دعا کی وجہ سے میں واضح طور پر محسوس کر رہا تھا کہ جیسے میرا خدا تعالیٰ سے میرا تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے اور مجھے اس کا زیادہ قرب میسر ہے۔

دوسرے یہ کہ ان تین دنوں میں میں نے بار بار رؤیا میں یہی دیکھا کہ میں لقاء مع العرب میں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ اور مکرم حلمی الشافعی صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔ ان امور کی بناء پر میں اگلے دن ہی اس بنگالی احمدی کے گھر گیا اور بیعت کر لی۔ اس وقت میری عمر 22 سال تھی اور خدا کے فضل سے ہالینڈ میں بیعت کرنے والا میں پہلا عربی تھا۔

یہ بنگالی دوست بہت سادہ، منکسر المزاج، نیک و دیندار ہیں، انکا نام کوثر احمد ہے اور یہ امیر جماعت بنگلہ دیش مکرم مبشر الرحمٰن صاحب کے بھائی ہیں۔

جوشِ تبلیغ

بیعت کے بعد مجھ میں تبلیغ کی ایک غیر معمولی طاقت آ گئی اور میں نے اپنے گھر والوں سے ہی ابتداء کی، ان میں سے بھی اپنے بڑے بھائی کو پہلے تبلیغ شروع کی اور بفضل خدا تعالیٰ دو ہفتوں کی تبلیغ کے بعد اس نے بیعت کر لی۔ پھر چھوٹی بہن کو تبلیغ شروع کی اور ایسے محسوس ہوا کہ وہ پہلے ہی قبول کرنے کیلئے تیار بیٹھی ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد میری والدہ نے بھی بیعت کر لی۔

اس کے بعد میرے چھوٹے بھائی عزیزم یوسف اِخلف نے بھی بیعت کر لی اور اسے تفسیر کبیر اس قدر پسند آئی کہ دن رات اسی کو پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد میری بڑی بہن مکرمہ یمینہ نے بھی بیعت کر لی۔ الغرض ہمارا سارا خاندان احمدی ہوگیا، سوائے ایک شخص کے اور وہ ہیں میرے والد صاحب۔ دعا ہے کہ اللہ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ ایام ہمارے لئے ایک طرف تو بہت خوشیوں اور خوش بختیوں کا پیام لے کر آئے کیونکہ ہمیں صراط مستقیم مل گیا اور معارف وعلوم کے خزانے ہمارے ہاتھ لگ گئے، جبکہ دوسری طرف حزن وملال کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوئے کیونکہ احمدیت کی وجہ سے بہت سے رشتہ داروں اور دوستوں نے ہم سے قطع تعلق کر لیا اور سب سے زیادہ اس بات کا دکھ ہوا کہ والدہ صاحبہ کی والد صاحب سے علیحدگی ہوگئی۔ کیونکہ انہوں نے میری والدہ پر پابندی لگا دی تھی کہ وہ نہ خلیفہ وقت سے مل سکتی ہے نہ ہی کسی جماعتی فنکشن میں شرکت کر سکتی ہیں۔ ان امور کی بناء پر میری والدہ نے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا۔

دنیاوی موت اور روحانی زندگی

بیعت کے وقت میری والدہ کی عمر 40 سال سے کچھ اوپر تھی۔ بیعت کرنے کے بعد ان کو اپنے ایک رؤیا کی حقیقی تعبیر سمجھ آئی جو انہوں نے سولہ سال کی عمر میں دیکھا تھا۔ انہوں نے خواب میں ایک آواز سنائی دی کہ چالیس سال کی عمر میں تمہاری دنیوی طور پر وفات ہو جائے گی لیکن اسی عمر میں تم روحانی زندگی پاؤ گی۔ دراصل اس روحانی زندگی سے مراد احمدیت قبول کرنا تھا۔ اور شاید دنیاوی طور پر وفات کا مطلب والد صاحب سے علیحدگی تھی۔

اس قربانی کی وجہ سے حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ میری والدہ اور ہم سب پر خاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔

جماعت احمدیہ ''درونین''

قبول احمدیت کے بعد ہم جماعت احمدیہ کے افکار وعقائد پھیلانے لگے اور دعوت الی اللہ کے کام میں خوب سرگرمی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سے پھل بھی عطا فرمائے اور ہمارے گاؤں درونین میں اتنی تعداد ہوگئی کہ وہاں باقاعدہ جماعت قائم ہوگئی۔ ان نومبایعین میں سے ایک کا ذکر میں بطور خاص کرنا چاہوں گا اور وہ ہیں مکرم ''ٹام فنڈرسٹین'' صاحب جو کہ اصل ڈچ ہیں اور بفضلہ تعالیٰ امیر گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دوست بہت آزادانہ خیالات کے مالک تھے۔ پیسے کی فراوانی کی وجہ سے ہر خواہش پوری ہو جاتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں غیر ملکیوں سے اور خصوصًا مراکش باشندوں سے بڑی ہمدردی تھی۔ میں احمدی ہونے سے قبل ہی اس دوست سے دین کے بارہ میں گفتگو کیا کرتا تھا اور وہ بڑے شوق سے سنتے تھے۔ پھر جب میں احمدی ہوگیا تو انہیں احمدیت کی تبلیغ کرنے لگا۔ بہرحال میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایک دن یہ احمدیت قبول کر لیں گے۔ ان کے علاوہ میں ان دنوں ایک اور ڈچ دوست کو بھی تبلیغ کر رہا تھا اور جب بھی اس بارہ میں دعا کرتا تھا تو حضرت ابراہیم کی دعا رب أرني كيف تحي الموتىٰ ہی میرے منہ سے نکلتی تھی۔ کچھ دن کی تبلیغ اور دعا کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا کہ دونوں احباب نے بیعت کر لی ہے لیکن ٹام نے روحانیت میں بہت ترقی کی ہے جبکہ دوسرا شخص محض نام کا احمدی ہوا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ دونوں ہی احمدی ہوگئے۔ 'ٹام فنڈرسٹین' بہت مخلص احمدی مسلمان ثابت ہوئے جبکہ دوسرا شخص بیعت کے بعد جماعت سے دور ہو گیا۔ دوسری طرف 'ٹام فنڈرسٹین' نے وصیت بھی کر لی اور ہر نماز اور جمعہ پر آتے ہیں۔ اور ان کی شادی ہالینڈ کے ایک احمدی ڈاکٹر کی بیٹی سے ہوئی ہے۔

صدر جماعت ''درونین''

درونین کے علاقے میں ہماری تبلیغی مساعی کو اللہ تعالیٰ نے بہت پھل لگائے۔ ہمارے ہاں جماعت تو قائم ہوگئی لیکن ابھی تک اس کا صدر نامزد نہیں کیا گیا تھا، شاید انتخاب اس لئے نہیں ہوا تھا کہ اکثریت نومبایعین کی تھی۔ اسی عرصہ میں میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں آنحضرت ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میں چودہ سو سال پیچھے کیسے چلا گیا؟ اچانک اونٹنی مجھے ایک بہت سادہ سی مسجد تک لے جاتی ہے اور ایسے لگتا ہے کہ یہ مدینہ منورہ والی مسجد نبوی ہے۔ وہاں میں ایک قطار میں کھڑا ہوجاتا ہوں جہاں لوگ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں اب میں منافقوں اور مخلصوں میں تفریق کر دوں گا۔ چنانچہ آپ قطار میں کھڑے لوگوں میں سے مخلصوں اور منافقوں کو علیحدہ علیحدہ کرتے جاتے ہیں اور الحمد للہ حضور ﷺ مجھے مخلصوں میں شامل فرماتے ہیں۔

میں نے یہ خواب اس وقت کے ہالینڈ کے مربی سلسلہ مکرم صداقت احمد صاحب کو سنائی تو وہ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہم دعا کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ درونین کی جماعت کا صدر نامزد کرنے کے لئے خود ہماری راہنمائی فرمائے۔ اور اس رؤیا کے بعد ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ شخص کون ہے۔ لہٰذا انہوں نے مجھے اس نوزائیدہ جماعت کا صدر مقرر کر دیا۔

(باقی آئندہ)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ
وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

ھوالشافی

ھوالشافی ایک پرائیویٹ رجسٹرڈ چیرٹی ادارہ ہے جس کا مقصد عوام الناس تک صحت کے بارہ میں اور بیماریوں کے صحیح علاج یعنی ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے بارہ میں صحیح آگاہی دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے ادارہ ایک سہ ماہی شمارہ بھی شائع کرتا ہے جس میں ہومیو پیتھک طریقہ علاج اور عمومی صحت کے بارہ میں تازہ مضامین اور معلومات ہوتی ہیں اس شمارہ کی سالانہ فیس صرف £10 ہے۔ مندرجہ ذیل E-Mail کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

howashafi@hotmail.co.uk

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ

☆ ریلوے روڈ: 0092 47 6214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 47 6212515

SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

لاہور میں دارالذکر اور بیت النور میں شہادت پانے والے 25 مزید شہداء کا دلگداز تذکرہ

مکرم عبدالرشید ملک صاحب ابن مکرم عبدالحمید ملک صاحب، مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب ابن مکرم منیر شاہ ہاشمی صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب ابن مکرم مولانا ابراہیم صاحب قادیانی درویش مرحوم، مکرم میاں مبشر احمد صاحب ابن مکرم میاں برکت علی صاحب، مکرم فدا حسین صاحب ابن مکرم بہادر خان صاحب، مکرم خاور ایوب صاحب ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب، مکرم شیخ محمد یونس صاحب ابن مکرم شیخ جمیل احمد صاحب، مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب ابن مکرم احمد دین بھٹی صاحب، مکرم حاجی محمد اکرم ورک صاحب ابن مکرم چوہدری اللہ دتہ ورک صاحب، مکرم میاں لئیق احمد صاحب ابن مکرم میاں شفیق احمد صاحب، مکرم مرزا شابل منیر صاحب ابن مکرم مرزا محمد منیر صاحب، مکرم ملک مقصود احمد صاحب ابن مکرم ایس اے محمود صاحب، مکرم چوہدری محمد احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر نور احمد صاحب، مکرم الیاس احمد اسلم قریشی صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب، مکرم طاہر محمود احمد صاحب ابن مکرم سعید احمد صاحب، مکرم سید ارشاد علی صاحب ابن مکرم سید سمیع اللہ صاحب، مکرم نور الامین صاحب ابن مکرم نذیر نسیم صاحب، مکرم چوہدری محمد مالک صاحب چدھڑ ابن مکرم چوہدری فتح محمد صاحب، مکرم شیخ ساجد نعیم صاحب ابن مکرم شیخ امیر احمد صاحب، مکرم سید لئیق احمد صاحب ابن مکرم سید محی الدین صاحب، مکرم محمد اشرف بھلر صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب، مکرم مبارک احمد طاہر صاحب ابن مکرم عبدالمجید صاحب، مکرم انیس احمد صاحب ابن مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب، مکرم منور احمد صاحب ابن مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب، مکرم سعید احمد طاہر صاحب ابن مکرم صوفی منیر احمد صاحب

یہ تمام شہداء قسم قسم کی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی دعائیں اور ان کی نیک خواہشات اپنے بیوی بچوں اور نسلوں کیلئے قبول فرمائے اور سب (پسماندگان) کو صبر اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

مکرم سعید احمد طاہر صاحب شہید اور مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب (مرحوم) آف قادیان کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 18/جون 2010ء بمطابق 18/احسان 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

شہدائے لاہور کا ذکر جاری ہے۔ اسی سلسلے میں کچھ اور شہداء کا ذکر کرتا ہوں۔

مکرم عبدالرشید ملک صاحب شہید ابن مکرم عبدالحمید ملک صاحب۔ شہید مرحوم لالہ موسیٰ کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا حضرت مولوی مہر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے 313 صحابہ میں شامل تھے۔ شہید کی عمر شہادت کے وقت 64 سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مجلس انصاراللہ کے فعال رکن تھے۔ وصایا و تعلیم القرآن کے سیکرٹری تھے۔ مسجد دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ عموماً کڑک ہاؤس میں نمازِ جمعہ ادا کرتے تھے اور کافی عرصہ بعد دارالذکر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ دینا تھا۔ جمعہ پر جانے سے قبل اہلیہ کو کہا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کبھی کبھی بڑی مسجد میں جمعہ پڑھنا چاہئے اس لئے میں آج دارالذکر جا رہا ہوں۔ مین ہال میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گھر فون کیا کہ میرے پاؤں میں گولی لگی ہے۔ اہلیہ کہتی ہیں ان کی بات کے دوران گولیوں کی آوازیں آتی رہیں۔ اپنا فون تو تھا نہیں، کسی کے فون سے بات کر رہے تھے۔ بہرحال پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ اہلیہ کا بھی بڑا صبر اور حوصلہ ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ ان کی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوری جماعت کا حامی و ناصر ہو اور بہت ترقیات عطا فرمائے۔ یہ بھی لجنہ کی کارکن ہیں۔ کہتی ہیں کہ بطور باپ بہت شفیق انسان تھے۔ تین بیٹیاں ہیں اور کبھی اظہار نہیں کیا کہ بیٹا نہیں ہے۔ بیٹیوں پر بہت توجہ دی اور دینی اور دنیاوی تعلیم میں ہمیشہ آگے رکھا اور تینوں بچیوں سے برابری کا سلوک کیا۔ ایک نومبائع بچی جو گھر کا کام کرنے کے لئے آتی تھی، کو بھی تبلیغ کرتے رہے۔ اس کو پالا، اس کی بیعت کروائی اور اس کی شادی کے بھی انتظامات کئے تھے۔ اور بڑی پیار کرنے والی طبیعت تھی۔ دعا گو، سادہ، متقی، ملنسار اور اطاعت گزار شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب شہید ابن مکرم منیر شاہ ہاشمی صاحب۔ شہید مکرم شاہ دین ہاشمی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پڑپوتے تھے اور شہید کے والد مکرم محمد منیر شاہ ہاشمی صاحب ایبٹ آباد میں جنرل پوسٹ ماسٹر تھے۔ 1974ء کے فسادات میں آپ کے گھر کو مخالفین نے جلا دیا۔ ریڈیو پاکستان پشاور سٹوڈیو میں ملازمت کرتے تھے، خبریں پڑھتے تھے۔ نوائے وقت اخبار میں کالم نویسی بھی کرتے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 78 سال تھی۔ مجلس انصاراللہ کے بڑے فعال کارکن تھے۔ 16 سال تک صدر حلقہ بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اور آپ کی شہادت بھی دارالذکر لاہور میں ہوئی ہے۔ تین گولیاں آپ کو لگی تھیں۔ بہت ہی پیار کرنے والے تھے، جماعت کا درد رکھنے والے تھے۔ خدمتِ دین کا شوق رہتا تھا۔ اور بیوی بچوں کو بھی یہ تلقین کرتے تھے۔ صدر شالی چھاؤنی کو جمعہ کے روز فون کیا کہ میرے پاس جماعت کی ایک امانت ہے۔ یہ رقم قومی بچت سے پرافٹ (Protit) ملا تھا وہ آ کر لیں جائیں۔ شہادت کے وقت بھی یہ رقم ان کی جیب میں موجود تھی اور گولی لگنے سے اس رقم میں (پیسوں میں بھی) نوٹوں پہ بھی سوراخ ہوئے ہوئے تھے۔ ہر کام میں وقت کی پابندی کا بہت خیال تھا، لاہور میں وہاں کے ایک صدر صاحب نماز سینٹر بنانا چاہتے تھے لیکن نقشہ کی اجازت نہیں ملتی تھی۔ انہوں نے راتوں رات خود ہی پنسل سے نقشہ بنایا اور اس کی منظوری لے لی۔ غیر احمدی بھی ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ سارے محلے والے تعزیت کے لئے گھر آئے۔ بہت بہادر تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ اپنے حلقے کو جماعتی طور پر بڑا اونچا رکھا ہوا تھا۔ ان کے بارے میں عطاء القادر طاہر صاحب کا ایک خط مجھے ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ انتہائی مہمان نواز، ملنسار، منکسر المزاج تھے۔ تلاوت اور نظم پڑھتے تھے۔ کمزوری صحت کے باعث چلنے پھرنے میں دشواری آتی تھی لیکن صدارت سے معذوری ظاہر کرنے کے باوجود جماعتی کاموں کے لئے ہر وقت تیار تھے۔ خلافت سے آپ کو والہانہ عشق تھا اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

مکرم مظفر احمد صاحب شہید ابن مکرم مولانا ابراہیم صاحب قادیانی درویش مرحوم۔ شہید مرحوم

کے خسر حضرت میاں علم دین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور ان کے والد سابق ناظر اصلاح وارشاد واشاعت قادیان کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ شہید مرحوم اپنے حلقے کے امام الصلوۃ تھے۔ لمبے عرصے تک مجلس دھرم پورہ کے سیکرٹری مال رہے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 73 سال تھی اور ان کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی۔ باقاعدہ نمازیں دارالذکر میں ادا کرتے تھے۔ بارہ بجے جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے گھر سے نکل گئے۔ بیٹا نمازِ جمعہ کے لیے مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن گیا۔ چھ بجے معلوم ہوا کہ مظفر صاحب شہید ہو گئے ہیں۔ وہاں مردہ خانے میں ان کی نعش ملی۔ پانچ گولیاں ان کو لگی ہوئی تھیں۔ زخمی ہونے کی حالت میں ان کو دیکھنے والے جوان کے قریبی تھی انہوں نے بتایا کہ خود بھی درود شریف پڑھ رہے تھے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے تھے کہ درود پڑھو اور استغفار کرو۔ ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ مظفر صاحب بچپن سے ہی نمازِ تہجد ادا کرنے کے عادی تھے۔ کبھی تہجد نہیں چھوڑی۔ بچوں کو بھی یہ تلقین کرتے تھے۔ اونچی آواز میں تلاوت کرتے تھے۔ بلکہ پانچوں وقت نماز کے بعد تلاوت کیا کرتے تھے۔ کچھ دن قبل روزے بھی رکھے۔ تھوڑے تھوڑے دنوں بعد روزے رکھتے رہتے تھے۔ ہر ایک کو یہی کہتے تھے کہ میرے لئے دعا کرو کہ میرا انجام بخیر ہو۔ گھر کی سب ذمہ داریاں پوری کرتے تھے۔ نہ کبھی جھوٹ بولا نہ جھوٹ برداشت کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کا رتبہ دیا اور جس چیز کے لئے دعا کے لئے کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کا انجام بھی قابلِ رشک کیا ہے۔ ان کی ہمشیرہ قادیان میں ہیں جو ناظر صاحب اعلیٰ کی اہلیہ ہیں۔ انہوں نے بھی لکھا کہ داماد سے دوستوں کی طرح تعلق تھا۔ بہنوں سے بھی بڑا احسنِ سلوک کرتے تھے۔ بڑی بیٹی نے بتایا کہ میرے ماموں کی بیٹی وہاں ربوہ میں بیاہی ہوئی ہیں۔ اس کے گھر گئے تو دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایم ٹی اے پر خلافت جوبلی والا عہد دہرایا جا رہا تھا تو کھڑے ہو کر بلند آواز سے اس عہد کو دہرانے لگے۔ جس طرح کمرے میں اور کوئی موجود نہیں ہے اور صرف انہی کو کہا جا رہا ہے کہ عہد دہرائیں۔ 1980ء میں ان کو حج کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔

مکرم میاں مبشر احمد صاحب شہید ابن مکرم میاں برکت علی صاحب۔ شہید مرحوم کے والد میاں برکت علی صاحب نے 1928ء میں بیعت کی تھی اور پھر تحریکِ جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہوئے۔ شہید مرحوم حضرت میاں نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے ہیں۔ کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ پھر یہ 2008ء میں لاہور شفٹ ہو گئے۔ پہلے یہ لوگ وزیرآباد رہتے تھے۔ ان کا کوکا کولا کا ڈسٹری بیوشن کا کاروبار تھا۔ 1974ء میں کاروبار ختم ہو گیا۔ لوگوں نے تمام سامان لوٹ لیا۔ شدید مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ان حالات میں ایک دفعہ جماعتی ڈاک مرکز دے کر ربوہ سے واپس وزیرآباد جا رہے تھے تو چنیوٹ پہنچنے پر ان کو گاڑی سے اتارنے کی کوشش کی گئی کہ مرزائی ہے، اسے مارو۔ لیکن بہرحال ڈرائیور نے گاڑی چلا دی اور وہاں تو کچھ نہیں ہوا۔ پھر گوجرانوالہ پہنچنے پر بھی جلوس نے آپ پر حملہ کیا۔ بہرحال اس طرح بچتے بچاتے آدھی رات کو اپنے گھر پہنچے۔ ان دنوں جو حالات تھے بڑے خوفناک حالات تھے۔ اور مرکز سے رابطے کے لئے جو لوگ آتے تھے وہ بڑی قربانی دے کر آتے تھے۔ بہرحال قربانیوں کے لئے تو یہ ہر دم تیار تھے۔ اور پھر دوبارہ انہوں نے 1998ء میں ڈسٹری بیوشن کا کام شروع کیا۔ کوکا کولا کے ڈسٹری بیوٹر بنے۔ جب بوتلوں کا کام کرتے تھے تو کئی پارٹیاں آ کر یہ لالچ دیتی تھیں کہ آپ کی ایمانداری کی بہت شہرت ہے۔ جب آپ بوتلیں تقسیم کرتے ہیں تو آپ کی کوئی بوتل جعلی نہیں ہوتی۔ بالکل خالص چیز ہوتی ہے۔ پاکستان میں تو جعلی بوتلوں کا، کسی بھی چیز کا جعلی کاروبار بہت زیادہ ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ تو انہوں نے ان کو مشورہ دیا کہ آپ کی شہرت تو ہے ہی، آپ اپنے جو کریٹ بیچتے ہیں ان میں دو جعلی بوتلیں ڈال دیا کریں۔ اس سے آپ کا منافع جو ہے کئی گنا بڑھ جائے گا اور کروڑ پتی ہو جائیں گے۔ لیکن آپ نے کبھی ان کی بات نہیں مانی اور نہ کبھی ایسے سوچا۔ جو مشورہ دینے آتے تھے آپ ان لوگوں کی بڑی مہمان نوازی کرتے تھے اور اس وقت بڑے آرام سے کہہ دیا کرتے تھے کہ آپ غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ چھ سال امیر جماعت تحصیل وزیرآباد بھی رہے۔ آپ کے ایک بیٹے قمر احمد صاحب مربی سلسلہ آج کل بینن میں ہیں۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 65 سال تھی۔ وصیت کی ہوئی تھی اور آپ کی شہادت بھی دارالذکر مسجد میں ہوئی۔ جب حملہ ہوا ہے تو اپنی جگہ پر لیٹے رہے اور حملہ کے بعد محراب کے پاس گرینیڈ گرا تو زخمی ہو گئے۔ گردن کا بائیں طرف کا حصہ گرینیڈ پھٹنے سے اڑ گیا۔ اور کافی بلیڈنگ ہوئی اور بھانجے کو فون کیا کہ بیٹا میں کافی زخمی ہو گیا ہوں۔ پانچ چھ گولیاں میرے جسم میں بھی لگی ہیں۔ انتہائی نرم دل، غریب پرور اور توکل کرنے والے انسان تھے۔ ہر ایک سے شفقت اور محبت کا سلوک کرتے تھے۔ دعا گو انسان تھے۔ کسی کی تکلیف کا پتہ چلتا تو فوری دعا شروع کر دیتے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ میری رفاقت ان سے 39 سال رہی۔ کبھی انہوں نے مجھے اُف نہیں کہا۔ اور نہ ہی بچوں کو کچھ کہا میں اگر کچھ کہتی تھی تو یہی کہتے تھے کہ دعا کیا کرو، میں بھی ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ بچوں کے لئے بہت محبت تھی۔ گھر میں کسی قسم کی غیبت کو ناپسند کرتے اور منع کر دیتے۔ اور کوئی بات شروع کرتا تو فوراً روک دیتے۔ گوجرانوالہ میں کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ وہاں کی مالکن جو غیر احمدی تھی وہ شہید مرحوم کے بارے میں کہتی تھیں کہ میری یہ سعادت ہے کہ میاں مبشر صاحب میرے کرایہ دار ہیں اور میں یہ دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو بھی ان جیسا انسان بنائے اور بھائی جان آپ بھی میرے بچوں کی تربیت کریں۔ کاروبار میں جب کھانے کا وقت آتا تھا تو اپنے کام کرنے والے جو ملازمین تھے، ان کے کھانے وانے کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ تبلیغ بھی کرتے رہتے تھے۔ اہلیہ کہتی ہیں کہ اکثر یہ فقرہ کہا کرتے تھے کہ میں تو نالائق انسان ہوں اللہ تعالیٰ مجھے 33 نمبر دے کر ہی پاس کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو اپنے فضل سے سو فیصد نمبر دے کر شہادت کا رتبہ دے دیا۔

فدا حسین صاحب شہید ابن مکرم بہادر خان صاحب۔ ان کا تعلق کھاریاں ضلع گجرات سے ہے۔ وہیں پیدا ہوئے۔ قریباً چار سال کی عمر میں ہی والدین ایک ماہ کے وقفہ سے وفات پا گئے۔ یہ میاں مبشر احمد صاحب جن کا پہلے ذکر آیا ہے ان کے کزن بھی تھے۔ اور والدین کی بچپن میں وفات کی وجہ سے میاں مبشر احمد صاحب کے زیرِ کفالت ہی رہے۔ غیر شادی شدہ تھے۔ ان کی عمر شہادت کے وقت 69 سال تھی اور انہوں نے دارالذکر میں شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ یہ تھوڑے سے معذور تھے، جمعہ کے روز مسجد کے صحن میں معذوری کے پیشِ نظر کرسیوں پر بیٹھتے تھے، لیکن سانحہ کے روز اندر ہال میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دہشتگردوں نے جب گولیوں کی بوچھاڑ کی تو آپ کو 35 کے قریب گولیاں لگیں اور موقع پر شہید ہو گئے۔ اللہ درجات بلند فرمائے۔

خاور ایوب صاحب شہید ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب۔ شہید مرحوم کا خاندان گلگت کا رہنے والا تھا۔ تاہم ان کی پیدائش بھیرہ ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ دسویں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور آ گئے۔ 1978ء میں واپڈا میں ملازمت شروع کر دی۔ اس وقت اکاؤنٹ اور بجٹ آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ 1984ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 50 سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ سیکرٹری وقفِ نو اور محاسب کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے تھے۔ سابق قائد مجلس انصار اللہ بھی تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ ایک عرصے سے دارالذکر میں نمازِ جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ سانحہ کے روز بھی ملازمت سے جمعہ پڑھنے کے لئے گئے اور مین ہال میں بیٹھے تھے۔ دو گولیاں لگیں ایک دل کے قریب، اور دوسری گھٹنے میں۔ قریباً سوا دو بجے گھر فون کیا کہ دہشت گرد آ گئے ہیں، ان کے پاس اسلحہ ہے، آپ دعا کریں۔ پھر اہلیہ رابطہ کرتی رہیں۔ تیسری دفعہ رابطہ ہوا تو یہی کہا کہ بس سب دعا کرو۔ اس کے بعد پھر شہید ہو گئے۔ اہلیہ کہتی ہیں بڑے اچھے انسان تھے۔ باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان کے متعلق یہی رائے دی ہے کہ بڑے اچھے انسان تھے اور آپ میں بڑی انتظامی صلاحیت تھی۔ بچوں کی تربیت بھی خوب اچھی طرح کی۔ حقوق العباد ادا کرنے والے بھی تھے۔ خلافت کے وفادار اور شیدائی تھے۔ خاور ایوب صاحب کے بارے میں الیاس خان صاحب نے لکھا ہے کہ 1980ء میں خاور ایوب صاحب کو بی اے کے بعد واپڈا میں ملازمت مل گئی۔ اور یہ عزیز داری کی بنیاد پر بھیرہ ضلع سرگودھا سے ہمارے گھر رحمان پورہ آ گئے۔ ہمارے گھر کا احمدی ماحول تھا۔ الیاس خان صاحب کہتے ہیں ہماری تربیت احمدی تعلیمات کے مطابق تھی تو خاور ایوب صاحب بھی ہمارے ماحول کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ مگر احمدی نہیں ہوئے تھے۔ البتہ احمدیت کی تعلیم سن کے روایتی اعتراضات جو مولوی کرتے ہیں وہ کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ان کو چھیڑا کرتے تھے کہ سوال کرو۔ کیونکہ شہید مرحوم بہت سوال کیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک ہمارے مبلغ سلسلہ برکت اللہ صاحب مرحوم نے مجلسِ سوال و جواب کا انعقاد کیا۔ خاور صاحب سوال کی کثرت کی وجہ سے مشہور تھے اس لئے مربی صاحب نے شہید مرحوم کو مخاطب کر کے فرمایا خاور صاحب سوال کریں۔ تو انہوں نے کہا اب میرا کوئی سوال نہیں ہے۔ اور پھر کچھ عرصے بعد بیعت کر لی۔ ان کے عزیز کہتے ہیں کہ ہم ان کو کہتے تھے کہ سوچ لو۔ لیکن انہوں نے ہمارا یہ کہہ کر منہ بند کرا دیا کہ اگر تم میری بیعت نہیں کرواؤ گے تو میں حضور کو لکھوں گا کہ یہ میری بیعت نہیں کرواتے۔ اور پھر بیعت کرنے کے بعد نیکی اور روحانیت میں اللہ کے فضل سے بڑی ترقی کی۔

مکرم شیخ محمد یونس صاحب شہید ابن مکرم شیخ جمیل احمد صاحب۔ شیخ یونس صاحب مرحوم 1947ء میں امروہہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے تھے۔ 1950ء میں قادیان اور پھر 1955ء میں ربوہ آ گئے۔ ان کے والد شیخ جمیل احمد صاحب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے اور درویشانِ قادیان میں سے تھے۔ شہید مرحوم نے میٹرک ربوہ سے کیا۔ اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ میں کارکن رہے۔ 2007ء میں ریٹائرمنٹ ہو گئی۔ پھر یہ اپنے بیٹے کے پاس لاہور چلے گئے اور بطور سیکرٹری اصلاح وارشاد اور دعوت الی اللہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ 63 سال ان کی عمر تھی۔ بیت النور ماڈل ٹاؤن میں ان کی شہادت ہوئی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ اور ان کا معمول یہی تھا کہ جمعہ کے لئے جلدی مسجد میں جاتے تھے اور اس روز بھی جمعہ کے دن کے لئے مسجد بیت النور میں گیارہ بجے پہنچ گئے اور پہلی صف میں بیٹھے تھے۔ بیٹا بھی ساتھ تھا۔ لیکن وہ دوسرے ہال میں تھا۔ پہلی صف میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرتے ہوئے دیکھے گئے۔ ان کے سر اور سینے میں گولیاں لگی تھیں۔ گرینیڈ پھٹنے کی وجہ سے پسلیاں بھی زخمی ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے شہادت ہوئی۔ شیخ صاحب نے ایک خواب میں دیکھا کہ ربوہ میں

ایک بہت خوبصورت سڑک ہے یا خوبصورت قالین بچھے ہوئے ہیں، بڑی بڑی کرسیوں پر خلفاء تشریف فرما ہیں اور سب سے اونچی کرسی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں میں بھی (یعنی شیخ صاحب خود) ساتھ گھٹنے جوڑ کر بیٹھا ہوا ہوں۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ خلافت کے شیدائی تھے۔ پنجوقتہ نماز کے پابند۔ دل کے مریض ہونے کے باوجود شدید گرمیوں اور سردیوں میں نمازیں مسجد میں جا کر ہی ادا کیا کرتے تھے۔ کسی شکرانہ کے موقع پر جب الحمدللہ ادا کرتے تو ساتھ ہی ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔ خدا پر توکل بہت زیادہ تھا۔ کہتے تھے کہ بظاہر ناممکن کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن ہو جاتے ہیں۔ تہجد گزار تھے، ضرورتمندوں کا خیال رکھتے تھے۔ جو بھی معمولی آمدنی تھی اس سے دوسروں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مختلف علمی مقالہ جات لکھے اور نمایاں پوزیشن حاصل کیں۔ دعوت الی اللہ میں مستعد تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ڈاور (یہ ربوہ کے قریب ایک گاؤں ہے) کے قریب ایک گاؤں میں ہم دونوں میاں بیوی مختلف اوقات میں قریباً چھ سات سال تک دعوت الی اللہ کرتے رہے اور قرآنِ مجید کی کلاسیں لیتے رہے۔ پھر مخالفت شروع ہوئی تو کام روکنا پڑا۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کو پھل بھی عطا فرمائے۔

مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب شہید ابن مکرم احمد دین صاحب بھٹی۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد کھر پڑ ضلع قصور کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا مکرم جمال دین صاحب نے 12-1911ء میں بیعت کی تھی۔ 1975ء میں یہ خاندان لاہور شفٹ ہو گیا۔ اپنے والد کے ساتھ یہ ٹھیکے داری کا کام کرتے تھے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ خدام الاحمدیہ کے بہت دلیر اور جرأت مند رکن تھے۔ دوسرے دو بھائی بھی ان کے کاروبار میں شریک تھے۔ ان کے ایک بھائی مکرم محمد احمد صاحب صدر جماعت ہڈیارہ ضلع لاہور ہیں۔ دارالذکر میں انہوں نے شہادت پائی۔ اور ان کی عمر 33 سال تھی۔ مسجد دارالذکر میں نماز جمعہ سے قبل سنتیں ادا کر رہے تھے کہ شیلنگ شروع ہو گئی۔ سلام پھیرنے کے بعد اپنی بنیان اتار کر ایک لڑکے کے زخموں کو باندھا جو ان کے ساتھ ہی زخمی تھا اور اس کو تسلی دی اور اس کے بعد انتہائی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دہشتگرد کو پکڑ کر گرانے اور قابو پانے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی دوران دوسرے دہشت گرد نے گولیوں کی بوچھاڑ کی اور ان کو شہید کر دیا۔

مکرم حاجی محمد اکرم ورک صاحب شہید ابن مکرم چوہدری اللہ دتہ ورک صاحب۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد قاضی مرال ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بیعت کی تھی۔ بعد میں یہ خاندان علی پور قصور میں شفٹ ہو گیا۔ جہاں شہید مرحوم کی پیدائش ہوئی۔ میٹرک تک ان کی تعلیم تھی۔ پچاس کی دہائی میں یہ خاندان لاہور شفٹ ہو گیا۔ محکمہ اوقاف میں ملازم تھے۔ 1966ء میں ریٹائر ہو گئے۔ کافی عرصہ اپنے حلقے کے زعیم انصار اللہ رہے۔ شہادت کے وقت سیکرٹری تعلیم اور نائب صدر حلقہ تھے اور ان کی عمر 74 سال تھی۔ ان کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے۔ چوتھی صف میں مسجد میں بیٹھے تھے۔ جہاں دہشتگردوں کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔ ان کے والد صاحب نے اپنا پتوکی والا آبائی گھر جماعت کو تحفۃً میں پیش کر دیا تھا جو آج کل مربی ہاؤس ہے۔ ان کے والد صاحب پتوکی جماعت کے کافی عرصہ صدر رہے ہیں۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ بہت محنتی تھے۔ بزرگ ہونے کے باوجود اہلِ خانہ اور دیگر چھوٹے بچوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ بڑے صاف گو انسان تھے۔

مکرم میاں لئیق احمد صاحب شہید ابن مکرم میاں شفیق احمد صاحب۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد انبالہ کے رہنے والے تھے۔ پڑدادا مکرم بابو عبدالرحمٰن صاحب انبالہ کے امیر رہے۔ پارٹیشن کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے لاہور آ گیا۔ یہ شہید مرحوم انبالہ میں پیدا ہوئے۔ بنیادی تعلیم لاہور سے حاصل کی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 66 سال تھی۔ ان کو بطور سیکرٹری اشاعت حلقہ کینال پارک خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ مسجد دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ مسجد کے مین ہال کی تیسری صف میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دہشتگردوں کی فائرنگ سے شدید زخمی ہو گئے۔ تین گھنٹے تک تو وہاں سے کوئی نکل نہیں سکتا تھا۔ اس دوران ان کو بلیڈنگ اتنی ہو گئی تھی کہ ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال لے جا رہے تھے کہ راستے میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ شہید مرحوم پیشہ کے لحاظ سے الیکٹریشن تھے۔ نہایت سیدھے سادھے اور خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ کبھی کسی سے کوئی زیادتی نہیں کی۔ تہجد گزار تھے۔ گھر میں بچوں سے دوستانہ ماحول تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

مرزا شابل منیر صاحب شہید ابن مکرم مرزا محمد منیر صاحب۔ شہید مرحوم کے پڑدادا حضرت احمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ جبکہ شہید مرحوم کے والد مکرم مرزا محمد منیر صاحب کا ساؤنڈ سسٹم وغیرہ کا بزنس تھا۔ شہید مرحوم بی کام کے بعد بی بی اے (BBA) کر رہے تھے۔ اور شہادت کے وقت ان کی عمر 19 سال تھی۔ خدام الاحمدیہ کے بڑے سرگرم رکن تھے۔ ہر آواز پر لبیک کہا۔ اور دارالزکر میں جامِ شہادت نوش کیا۔ شہید مرحوم کے چھوٹے بھائی شہزاد منعم صاحب کے ہمراہ مین ہال میں محراب کے سامنے سنتیں ادا کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ فائرنگ شروع ہو گئی۔ پہلا حملہ محراب پر ہوا۔ اس موقع پر شہید مرحوم پہلے ہال سے باہر نکل گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد اندر واپس آئے اور دروازے کے پاس بیٹھ گئے، اور دوسرا بھائی بھی پاس آ گیا۔ گھر فون پر بات کی اور دوستوں سے بھی بات کی۔ اتنے میں مینار کی طرف سے ایک دروازے سے ایک دہشت گرد اندر داخل ہوا اور فائرنگ کر دی جس سے کافی لوگ شہید ہو گئے۔ شہید مرحوم اس وقت گولی لگنے سے شدید زخمی تھے۔ ان کا بھائی کہتا ہے کہ میں نے آواز دی لیکن خاموش رہے۔ میں نے دیکھا کہ ٹانگ سے کافی خون بہہ رہا ہے اور مجھے کہا کہ میری ٹانگ سیدھی کرو۔ میں نے اپنی قمیض اتار کر پٹی باندھنے کی کوشش کی، لیکن نہیں باندھ سکا کیونکہ کہتے تھے جہاں میں ہاتھ لگاتا تھا وہیں سے گوشت لٹک جاتا تھا۔ قریباً آدھا گھنٹہ اسی کیفیت میں رہے۔ اور اسی عرصے میں پھر تھوڑی دیر بعد شہادت کا رتبہ پایا۔ بھائی کہتا ہے کہ میں ساتھ بیٹھا تھا انہوں نے بڑی ہمت دکھائی۔ ایسی حالت میں بھی کوئی چیخ و پکار نہیں تھی۔ بلکہ آنکھوں سے لگ رہا تھا خوش ہیں کہ چلو میرا بھائی تو بچ گیا اور بالکل سلامت بیٹھا ہے۔ آپ کے ایک دوست نے، ایک کارکن نے لکھا ہے کہ خدام الاحمدیہ میں ایک حزب کے سائق تھے۔ کچھ ماہ سے نہایت جذبہ اور اخلاص کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ ایک مرتبہ خاکسار رات ساڑھے گیارہ بجے گھر گیا کہ حقیقۃ الوحی کے پرچے پُر کروانے تھے۔ وہ اسی وقت موٹر سائیکل لے کر نکل کھڑے ہوئے اور گھروں کا دورہ کیا۔ ان کے پاس گاڑی ہوتی تو اس کے علاوہ بھی مجلس کے کاموں کے لئے پیش کرتے۔ غرض نہایت شریف، سادہ اور کبھی نہ نہ کرنے والے وجود تھے۔ ان کے ایک دوست نے لکھا کہ مجھے خواب میں شابل منیر ملا میں اس سے کہتا ہوں کہ تم کدھر ہو تو وہ مجھے جواب دیتا ہے، (شہادت کے بعد کا ذکر ہے) کہ بھائی میں تو ادھر ہوں تم کدھر ہو۔ پھر وہ ساتھ ہی مجھے کہتا ہے کہ بھائی میں ادھر بہت خوش ہوں تم بھی آ جاؤ۔ مجھے خود بھی وہ خوش محسوس ہوتا ہے۔ پھر یہ منظر ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بھی درجات بلند فرمائے۔ یہ وہ نوجوان ہیں، جو اپنے پیچھے رہنے والے نوجوانوں کو اپنا عہد پورا کرنے کی یاد دلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہم تو قربان ہو گئے، تم اپنے عہد سے پیچھے نہ ہٹنا۔

مکرم ملک مقصود احمد صاحب شہید ابن مکرم ایس اے محمود صاحب۔ شہید مرحوم کے دادا بٹالہ کے رہنے والے تھے جبکہ ان کے والد صاحب مکرم ایس اے محمود صدر پاکستان ایوب خان کے مشیر بھی رہے۔ اسی طرح ان کے نانا حضرت ملک علی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ریاست بھوپال کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں ان کی والدہ محترمہ کے سر پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ پھیرا تھا، شہید مرحوم کے نانا، دادا اور والدہ محترمہ صحابی تھے۔ شہید مرحوم کی پیدائش بھوپال میں ہوئی۔ نانی محترمہ مختار بی بی صاحبہ کے پاس انہوں نے قادیان میں پرورش پائی۔ تعلیم الاسلام کالج میں زیرِ تعلیم رہے۔ ایف اے کے امتحان سے قبل واپس بھوپال چلے گئے۔ پھر یہ فیملی لاہور آ کر سیٹل (Settle) ہو گئی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 80 سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور اپنے حلقے میں بطور سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری تعلیم القرآن امین اور آڈیٹر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ شہید مرحوم ملک طاہر صاحب قائمقام امیر ضلع لاہور کے بہنوئی تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ شہید مرحوم کے نواسے نے بتایا کہ وہ مسجد کے مین ہال میں دوسری صف میں بیٹھے تھے۔ فائرنگ کے وقت مربی صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے صحن کی طرف باہر نکلے تو دیکھا کہ شہید مرحوم کانوں میں انگلیاں ڈال کر لیٹے ہوئے تھے۔ لیکن مجھے ان کے اندر کوئی حرکت نظر نہیں آ رہی تھی۔ شاید اس وقت شہید ہو چکے ہوئے تھے کیونکہ کافی گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ شہید مرحوم کے اہلِ خانہ نے بتایا کہ پنجوقتہ نماز اور تہجد کے پابند تھے۔ باقاعدگی سے چندے ادا کرتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ جماعتی کتب کا مطالعہ اور خلیفہ وقت کے خطبات باقاعدگی سے سنتے تھے۔ ایم ٹی اے کے دیگر پروگرام بھی دلچسپی سے دیکھتے اور سنتے تھے۔ اکاؤنٹس کے ماہر تھے۔ ایک مرتبہ بتایا کہ بچپن میں قادیان میں مقابلہ ہوا کہ کون سب سے پہلے مسجد آئے گا تو دیکھا کہ آپ صبح اڑھائی بجے مسجد پہنچے ہوئے تھے۔ حالانکہ اس وقت آپ کی بہت چھوٹی عمر تھی۔ ان کے ایک بیٹے تبسم مقصود صاحب وکیل ہیں اور زندگی وقف کر کے آج کل ربوہ میں کام کر رہے ہیں۔

مکرم چوہدری محمد احمد صاحب شہید ابن مکرم ڈاکٹر نور احمد صاحب۔ شہید مرحوم کے والد صاحب اور دادا مکرم چوہدری فضل داد صاحب نے 22-1921 میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ آبائی تعلیم کھیوہ ضلع فیصل آباد سے حاصل کی۔ شہید مرحوم کے والد صاحب حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے ساتھ جونیئر ڈاکٹر کے طور پر کام کرتے رہے۔ ان کے والد صاحب نے شدھی تحریک کے دوران ایک سال سے زائد عرصہ وقف کیا تھا۔ شہید مرحوم 1928ء میں کھیوہ میں پیدا ہوئے۔ فیصل آباد سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کے بعد ائیر فورس جوائن (Join) کر لی۔ دو سال کی ٹریننگ کے بعد وارنٹ افسر کے طور پر کام کرتے رہے۔ پھر دورانِ سروس 65ء اور 71ء کی جنگوں میں حصہ لیا۔ 65ء کی جنگ کے دوران ایک موقع پر جب طیارے کا بم لوڈر خراب ہو گیا تو ساتھیوں کو ہمت دلا کر بم کندھوں پر لا د کر خود لوڈ کیا کرتے تھے۔ آج یہ نام نہاد ملک کے ہمدرد احمدیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ ملک کے ہمدرد نہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملک کی خاطر بھی قربانیاں دیں اور دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ حکومت کی طرف سے غیر ممالک کے دورے پر بھی ٹریننگ کے لئے جاتے رہے۔ 1971ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ ریٹائرمنٹ

کے بعد سول ڈیفنس کے بم ڈسپوزل اسکواڈ کے ہیڈ کے طور پر 1988ء تک کام کرتے رہے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 85 سال تھی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ماڈل ٹاؤن کی مسجد میں ان کی شہادت ہوئی۔ یہ اکثر وہیں جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ جمعرات کو جمعہ کی تیاری کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے۔ جمعرات کو ہی کپڑے استری کروا کر لٹکوا دیا کرتے تھے اور بارہ بجے مسجد چلے جاتے تھے۔ عموماً ہال کے اندر بائیں طرف کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔ وقوعہ کے روز ایک نوجوان نے ان کو دوسری اور تیسرے صف کے درمیان خون میں لت پت دیکھا۔ انہوں نے اس نوجوان کو آواز دی اور کہا کہ مجھے گولیاں لگی ہیں میرے پیٹ پر کپڑا باندھ دو۔ اس کے بعد انہوں نے دیگر زخمیوں کو پانی پلانے کی ہدایت کی۔ خود زخمی تھے، اس کے بعد انہوں نے نوجوان کو کہا کہ زخمیوں کو پانی پلاؤ۔ ساتھ ساتھ دیگر احباب کو بچاؤ کی ہدایات دیتے رہے کہ یہ اس شعبہ کے ماہر تھے۔ ایک گولی ان کی ہتھیلی پر بھی لگی ہوئی تھی۔ زخمی حالت میں ان کو جناح ہسپتال میں لے جایا گیا جہاں رات آٹھ بجے کے قریب ان کی شہادت ہوئی۔ شہید کی فیملی میں ایک خاتون نے دو دن قبل خواب میں دیکھا کہ لاہور میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ اس طرح کی خوابیں اکثر احمدیوں کو پاکستان میں بھی اور باہر کے ملکوں میں بھی آئی ہیں جو اس واقعہ کی نشاندہی کرتی تھیں۔ کسی سے بغض نہیں رکھتے تھے، صحت اچھی تھی اور بچوں کے ساتھ بہت پیار کا تعلق تھا۔ نماز باجماعت اور قرآنِ کریم کی تلاوت کے شوقین کبڈی اور فٹبال کے بڑے اچھے کھلاڑی رہے۔ خلافت سے عشق تھا۔ ان کے بارے میں ان کی بیٹی نے ایک عینی شاہد کے حوالے سے لکھا ہے کہ اباجی ہال میں کرسیوں پر بیٹھے تھے جہاں مربی صاحب خطبہ دے رہے تھے۔ خطبہ ابھی شروع ہوا ہی تھا کہ باہر سے گولیوں کی آوازیں آئیں اور پھر یہ آوازیں لحہ بہ لحہ قریب ہوتی گئیں۔ اس دوران مربی صاحب لوگوں کو درود شریف پڑھنے کی ہدایت دیتے رہے اور کہا کہ خطبہ جاری رہے گا۔ کہتی ہیں کہ میرے اباجی کے ساتھ چوہدری وسیم احمد صاحب صدر کینال ویو اور ان کے بزرگ والد بیٹھے تھے۔ وہ اپنے عمر رسیدہ والد کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے Basement کی طرف لے گئے۔ اور میرے والد صاحب سے بھی کہا کہ بزرگو اٹھو! لیکن آپ نہ اٹھے۔ بقول وسیم صاحب کے وہ ایسے بیٹھے تھے جیسے ان کا اندر کا فوجی جاگ گیا ہو اور وہ حالات کا بغور مطالعہ کر رہے ہوں۔ اسی بھیڑ چال میں چند اور لوگوں نے بھی ان سے کہا کہ اٹھ جائیں لیکن وہ نہیں اٹھے۔ اسی دوران اس دہشتگرد نے گولیوں کا رخ کرسیوں کی طرف کر دیا اور فائرنگ کرتا ہوا اباجی کے نزدیک ہوتا گیا۔ بقول کرنل بشیر احمد باجوہ صاحب (جو کرسیوں کے پیچھے تھے) ان پر بھی فائر ہوئے لیکن وہ بچ گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دوران یہ زخمی ہو چکے تھے۔ وہ دہشتگرد سمجھا کہ میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ فارغ ہو کر مڑا اور شاید اپنی گن لوڈ کرنے لگا۔ تو کہتی ہیں کہ کرنل صاحب نے بتایا کہ اسی دوران میرے اباجی نے زخمی ہونے کے باوجود موقع غنیمت جانا اور پیچھے سے ایک دم چھلانگ لگا کر اس کی گردن پکڑ لی۔ یقیناً کوئی خاص طاقت تھی جو ان کی مدد کر رہی تھی کرنل بشیر صاحب نے جو کرسیوں کے پیچھے تھے انہوں نے بھی فوراً چھلانگ لگائی اور دہشتگرد کو قابو کرنے لگے۔ وسیم صاحب کا بیان ہے کہ ہم سیڑھیوں سے چند step ہی نیچے تھے اور دیکھ رہے تھے۔ جب دیکھا کہ دہشتگرد قابو میں آ رہا ہے تو دوسرے خدام بھی اس دوران میں مدد کے لئے آ گئے اور اس ہاتھا پائی کے دوران ان کے بقول ان کو گولیاں لگ چکی تھیں۔ لیکن اس سے پہلے بھی لگ چکی تھیں۔ اور ایک ہتھیلی سے بھی پار ہوئی، دوسری بازو میں کلائی کے پاس لگی۔ اور تیسری پسلیوں میں پیٹ کے ایک طرف۔ پہلے کم زخمی تھے، اس ہاتھا پائی میں مزید گولیاں بھی لگیں۔ بہرحال ان کی اس ابتدائی کوشش کے بعد کرنل بشیر اور باقی نمازی شامل ہوئے اور اس دہشتگرد کی جیکٹ کو (Defuse) کر دیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ عمر کے اس حصے میں بھی گولیاں لگنے کے باوجود آپ کا دماغ صحیح کام کر رہا تھا۔ اور جیکٹ کو ڈفیوژ (Defuse) کرنے کے بارے میں بھی وہی ہدایت دیتے تھے۔ کیونکہ ان کا یہی کام تھا، بم ڈسپوزل میں کام کرتے رہے ہیں۔ اور دیکھنے والے مزید کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی حالت دیکھ کر ہماری بری حالت ہو رہی تھی لیکن ایک دفعہ بھی انہوں نے ہائے نہیں کی اور بڑے آرام سے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی اور شہادت کا رتبہ پایا۔

الیاس احمد اسلم قریشی صاحب شہید ولد مکرم ماسٹر محمد شفیع اسلم صاحب۔ شہید مرحوم کے خاندان کا تعلق قادیان سے تھا۔ پھر گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔ آپ کے والد محترم مبلغ سلسلہ تھے۔ تحریکِ شدھی کے دوران انہوں نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ان کے بھائی یونس احمد اسلم صاحب 313 درویشانِ قادیان میں سے تھے۔ گریجوایشن کے بعد نیشنل بنک جوائن کیا۔ اور اے وی پی کے اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 76 سال تھی۔ اللہ کے فضل سے وصیت کے نظام میں شامل تھے۔ اور بطور صدر جماعت جوہر ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ بیت النور میں ان کی شہادت ہوئی پچھلے ہال میں پہلی صف میں بیٹھے تھے۔ دیگر دو ساتھیوں کے ساتھ ہال کا دروازہ بند رکھنے کی کوشش کے دوران حملہ آوروں کی فائرنگ سے شدید زخمی ہو گئے اور زخمی حالت میں کئی گھنٹے پڑے رہے۔ چار بجے کے قریب یہ شہید ہوئے ہیں۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ بہت سادہ دل، نیک اور ہر حال میں صبر وشکر کرنے والے اور متوکل انسان تھے۔ دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ تھی۔ جماعتی کام خوشی سے سرانجام دیتے تھے۔ آپ کے بچے کہتے ہیں، آپ ایک نہایت شفیق باپ اور ایک ہمدرد انسان تھے۔ نمازوں اور تہجد کے پابند تھے۔ کبھی ہم نے انہیں نماز قضاء پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اپنی اولاد کو بھی نماز کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔ بڑے ہنس مکھ، ملنسار انسان تھے۔ پانچ سال سے حلقہ جوہر ٹاؤن کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے۔ کبھی بھی کوئی کارکن یا کوئی جماعتی کام کے لئے خادم یا انصار میں سے کسی بھی وقت آ جاتا، دوپہر کو یا رات کو تو کبھی برا نہیں مناتے تھے۔ اور اپنے بچوں سے بھی کہتے تھے کہ اگر کوئی جماعتی کام سے گھر آئے تو بیشک میں سو بھی رہا ہوں تو مجھے اٹھا دیا کرو۔ اور انہوں نے اسی پر ہمیشہ عمل کیا۔ اکثر نصیحت کرتے کہ جماعت اور خلافت سے وفا کرنا۔

مکرم طاہر محمود احمد صاحب (پرنس) شہید ابن مکرم سعید احمد صاحب مرحوم۔ یہ کوٹ اڈّو ضلع مظفر گڑھ کے رہنے والے تھے۔ 1953ء میں آپ کے والد صاحب خاندان میں پہلے احمدی ہوئے۔ 1993ء میں لاہور منتقل ہو گئے۔ شہید مرحوم نے کوٹ اڈّو سے میٹرک کیا۔ پھر ایک پرائیویٹ ملازمت اختیار کر لی۔ پھر ملائیشیا چلے گئے۔ تھوڑے سے ذہنی طور پر پسماندہ بھی تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 53 سال تھی۔ مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں ان کی شہادت ہوئی۔ جمعہ پر آنے سے قبل حلقے کے صدر صاحب کے گھر گئے تو صدر صاحب نے ویسے ہی مذاقاً کہہ دیا کہ چلو میں تمہیں جمعہ پڑھا کر لاتا ہوں اس طرح صدر صاحب کے ساتھ پہلی دفعہ مسجد بیت النور گئے تھے۔ اور وہیں ان کی شہادت ہوئی ورنہ اکثر ٹھوکر نیاز بیگ سنٹر یا کبھی کبھی دارالذکر جا کر نمازِ جمعہ ادا کرتے تھے۔ رات شام سات بجے ان کی شہادت کا علم ہوا۔ چھاتی میں دو گولیاں اور ماتھے پر ایک گولی لگی ہوئی تھی۔ بڑے دبنگ احمدی تھے۔ زندگی میں بھی کہتے تھے کہ میں گولیوں سے نہیں ڈرتا، میں نے شہید ہی ہونا ہے۔ سارے علاقے میں واقفیت تھی۔ مخلص اور جذباتی احمدی تھے اور ہر راہ چلتے کو السلام علیکم کہا کرتے تھے۔

سید ارشاد علی صاحب شہید ابن مکرم سید سمیع اللہ صاحب۔ شہید مرحوم کوچہ میر حسام الدین (سیالکوٹ) کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا حضرت سید خصلت علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نانا حضرت سید میر حامد شاہؓ صاحب سیالکوٹی صحابی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقائے خاص میں شامل تھے۔ سیالکوٹ میں قیام کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے گھر قیام کیا۔ ان کے والد صاحب جامعہ احمدیہ چنیوٹ اور ربوہ کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنا گھر جماعت کو وقف کر دیا تھا۔ شہید مرحوم بی اے کے بعد مقابلے کا امتحان پاس کر کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھرتی ہوئے اور ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ڈیپارٹمنٹ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ گارڈن ٹاؤن میں اس وقت سیکرٹری مال کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 80 سال تھی۔ مسجد بیت النور میں ان کی شہادت ہوئی۔ ان کے گھر والے کہتے ہیں کہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے جانے سے قبل گھر میں سینے پر ہاتھ باندھے لیٹے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آج سکون کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔ جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اٹھ کر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے چلے گئے اور جاتے ہوئے آواز دی کہ میں جا رہا ہوں۔ پھر دوسری دفعہ کہا کہ میں جا ہی رہا ہوں۔ داماد کے ساتھ بیت النور میں باہر صحن میں بڑی کرسیوں پر بیٹھے تھے، شروع کے حملے میں کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو فوری طور پر ہال کے اندر بھجوا دیا گیا۔ جہاں ان کی شہادت ہوئی۔ جسم پر تین گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ ان کے اہلِ خانہ نے بتایا کہ کافی سال قبل شہید مرحوم نے بتایا کہ ان کو آواز آئی کہ اِنِّیْ رَافِعُکَ وَ مُتَوَفِّیْکَ۔ شاید سننے والے نے یا بیان کرنے والے نے الٹا لکھ دیا ہو۔ ہوسکتا ہے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ ہو، بہرحال جو بھی ہے، کہتے ہیں مجھے آواز آئی لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ کہتے ہیں شہادت سے دس پندرہ بیس دن پہلے مجھے یہ آواز آئی کہ We recieve you with open arms with red carpet. شہید مرحوم نے شہادت سے چند دن قبل خواب میں ایک گھر دیکھا۔ اس میں ایک خوبصورت بگھی آ کر رکی اور آواز آئی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ گزشتہ ڈیڑھ دو ماہ سے کہا کرتے تھے کہ میں اپنے آباؤ اجداد کی طرح دین کی خدمت نہیں کر سکا۔ اس سے بڑے پریشان ہوتے تھے۔ حقوق العباد کی ادائیگی ان کا خاص وصف تھا۔ صلہ رحمی کرنے والے تھے اور بڑے زندہ دل آدمی تھے۔

مکرم نور الامین صاحب شہید ابن مکرم نذیر نسیم صاحب۔ شہید مرحوم راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ وہیں سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد نیوی میں بطور فوٹو گرافر بھرتی ہو گئے۔ ان کے دادا حضرت پیر فیض صاحب رضی اللہ عنہ آف اٹک صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ جب کہ ان کے پڑنانا مکرم بابو عبدالغفار صاحب تھے جو امیر ضلع حیدر آباد رہے اور خدا کی راہ میں شہید ہوئے، مجلس خدام الاحمدیہ کے بڑے ذمے دار اور محنتی رکن تھے۔ منتظم عمومی حلقہ ماڈل ٹاؤن خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ کلوز سرکٹ سسٹم کی مانیٹرنگ کرتے رہے جو مسجد میں لگایا تھا۔ کچھ عرصے کے لئے کراچی چلے گئے شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی اور مسجد دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ سانحہ کے دوران ان کا اپنے گھر والوں کو اور دوستوں کو فون آیا کہ میں ایسی جگہ پر ہوں کہ اگر چاہوں تو نکل سکتا ہوں، لیکن میری یہاں ڈیوٹی ہے۔ یہ

دارالذکر کے صحن میں پڑی ڈش انٹینا کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہیں گرینیڈ لگنے سے شہید ہوئے۔ شہید مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ بے انتہا خوبیوں کے مالک تھے۔ جمعہ کو جب دو بجے فون کیا تو انہوں نے کہا کہ خیریت سے ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ وہاں سے نکل آئیں تو انہوں نے کہا یہاں بہت لوگ پھنسے ہوئے ہیں میں ان کو چھوڑ کر نہیں آ سکتا۔ بچوں کی تربیت کے بارے میں خاص طور پر وقفِ نو بچوں کے بارے میں فکرمند رہتے تھے اور جماعتی ڈیوٹیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔

چوہدری محمد مالک صاحب چدھڑ شہید ابن مکرم چوہدری فتح محمد صاحب۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد گکھڑ منڈی کے رہنے والے تھے، وہاں سے گوجرانوالہ اور پھر لاہور شفٹ ہو گئے۔ ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کے والد صاحب وفات پا گئے تھے۔ میٹرک میں پڑھتے تھے کہ والدہ نے بازو میں پہنی ہوئی سونے کی چوڑی اتار کر ہاتھ میں دے دی کہ جا کر پڑھو۔ مرے کالج سیالکوٹ سے بی۔اے کیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کی نوکری ملتی تھی لیکن نہیں کی بلکہ زمیندارہ کرتے رہے۔ اسی سے بچوں کو تعلیم دلوائی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 93 سال تھی اور موصی بھی تھے۔ اب اس عمر میں جانا تو تھا ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ رتبہ عطا فرمایا۔ مسجد بیت النور میں ان کی شہادت ہوئی۔ اہلِ خانہ بتاتے ہیں کہ ان کو بڑھاپے کی وجہ سے بھولنے کی عادت تھی جس کی وجہ سے تقریباً سات آٹھ جمعے چھوڑے۔ اور 28 مئی کو جمعہ پر جانے کے لئے بہت ضد کر رہے تھے۔ ان کی بہو بتاتی ہیں کہ ان کو کہا گیا کہ باہر موسم ٹھیک نہیں ہے، آندھی چل رہی ہے اس لئے آپ جمعہ پر نہ جائیں۔ بچوں کی بھی یہی خواہش تھی کہ جمعہ پر نہ جائیں۔ لیکن نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے تیار ہو کر گھر سے چلے گئے۔ عموماً مسجد کے صحن میں کرسی پر بیٹھ کر نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ ہمیشہ کی طرح سانحے کے روز بھی صحن میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور حملے کے شروع میں ہی گولیاں لگنے سے شہادت ہو گئی۔ بہت امن پسند تھے کبھی کسی سے زیادتی نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بہت شوق سے پڑھتے تھے اور گھر والوں کو بھی تلقین کرتے تھے۔ ان کے صاحبزادے داؤد احمد صاحب بتاتے ہیں کہ جب میں نے ایم اے اکنامکس پاس کیا والد صاحب سے ملازمت کی اجازت چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ میری نوکری کر لو۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا تم باقاعدہ دفتر کی طرح تیار ہو کر صبح نو بجے آنا، درمیان میں وقفہ بھی ہوگا اور شام پانچ بجے چھٹی ہو جایا کرے گی۔ اور یہاں میز پر بیٹھ جاؤ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھا کرو اور اپنی نوکری سے جتنی تنخواہ ملنے کی تمہیں امید ہے اتنی تنخواہ تمہیں میں دے دیا کروں گا تو کتابیں پڑھوانے کے بعد پھر اس نوکری سے فارغ کیا۔ تو بچپن سے لے کر شادی تک بچوں کی اس طرح تربیت کی۔ اذان کے وقت سب بچوں کے دروازے کھٹکھٹاتے، اور جب تک انہیں اٹھا نہیں لیتے تھے نہیں چھوڑتے تھے۔ اور پھر وضو کروا کے گھر میں باجماعت نماز ادا ہوتی تھی۔ بچوں کی تربیت کے لئے انہیں کبھی بھی نہیں مارا۔ اور لڑکے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی یہی فلسفہ سمجھاتے تھے کہ بچوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ یہی ان کی ہمدردی ہے۔ اور مار پیٹ سے تربیت نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ جب بھی رات کو میری آنکھ کھلتی میں نے رو رو کر ان کو اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرتے ہوئے ہی دیکھا ہے۔ 1974ء میں لڑکے کہتے ہیں کہ ہم سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں تھے۔ حالات خراب ہونے پر کافی احمدی احباب ہمارے گھر جمع ہو گئے۔ اور ڈیڑھ دو ماہ ان کا کیمپ ہمارے گھر کے پاس تھا۔ چنانچہ ان سب کی بہت خدمت کی، بہت دیانتدار تھے۔ جھوٹ تو منہ سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ ہمیشہ سچ بولا اور سچ کا ساتھ دیا اور سارے خاندان کی خود کہہ کر وصیت کروائی۔

شیخ ساجد نعیم صاحب شہید ابن مکرم شیخ امیر احمد صاحب۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق بھیرہ سے تھا۔ انہوں نے لاہور سے بی۔اے کیا۔ راولپنڈی میں ایم سی بی بینک میں گریڈ تھرڈ کے افسر بھرتی ہوئے۔ اور 2003ء میں بطور مینیجر ریٹائرمنٹ لی۔ بچے چونکہ لاہور میں تھے اس لئے لاہور آ گئے۔ مکرم شیخ محمد یوسف قمر صاحب امیر ضلع قصور کے برادرِ نسبتی تھے۔ شہید مرحوم مجلس انصار اللہ کے بہت ہی ذمہ دار رکن تھے۔ اور بطور نائب منتظم تعلیم القرآن خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بوقتِ شہادت ان کی عمر 59 سال تھی۔ نظامِ وصیت میں شمولیت کے لئے درخواست دی ہوئی تھی۔ مسل نمبر مل چکا تھا۔ مسجد بیت النور میں ان کی شہادت ہوئی۔ نمازِ جمعہ کے لئے وقت سے پہلے ہی گھر سے نکل جاتے اور نماز بہت سنوار کر پڑھتے۔ عموماً اپنی جگہ بیت النور کے دوسرے ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فائرنگ شروع ہونے کے پندرہ بیس منٹ کے بعد اپنے بیٹے شہزاد نعیم کو فون کیا کہ تم ٹھیک ہو؟ وہ ٹھیک تھا اور بتایا کہ ہم لوگ مسجد میں ہی ہیں۔ دیگر ساتھیوں کے ساتھ ہال کے مین دروازے کو بند کیا اور اس کے آگے کھڑے رہے، کیونکہ اس دروازے کی کنڈی صحیح طرح نہیں لگ رہی تھی۔ اس وجہ سے ہال میں موجود اکثر لوگ بیسمینٹ میں جانے میں کامیاب ہو گئے۔ دہشتگرد کے اندھا دھند فائرنگ اور بعد میں گرینیڈ کے پھٹنے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ایک بیٹے کی شادی اور ملازمت کی وجہ سے فکرمند تھے۔ اور اس دن بھی، جمعہ والے دن بیٹے کا انٹرویو دلوایا۔ اس سے سوال جواب پوچھے، کیسا ہوا؟ اور خوش تھے کہ انشاء اللہ نوکری مل جائے گی۔ اور پھر اللہ کے فضل سے یکم جون سے بیٹے کو نوکری مل بھی گئی۔ بیوی بچوں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سسرالی رشتوں اور دیگر رشتوں داروں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ نرم طبیعت اور اطاعت گزار تھے۔ خلافت سے عشق تھا۔ بچوں کی ہر قسم کی ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔ ان کے بیٹے نے بتایا کہ محلے کے غیر احمدی یا غیر از جماعت دکاندار نے سانحہ کے بعد اتوار کو خواب میں دیکھا کہ شیخ صاحب کہہ رہے ہیں کہ پتہ نہیں میں یہاں کیسے پہنچا ہوں۔ لیکن بہت خوش ہوں اور مزے میں ہوں۔

مکرم سید لئیق احمد صاحب شہید ابن مکرم سید محی الدین احمد صاحب۔ شہید کے والد محترم کا تعلق رانچی ضلع بہار، بھارت سے تھا۔ علیگڑھ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ تھے، یونیورسٹی میں ایک احمدی سٹوڈنٹ سے ملاقات ہوئی جس نے ان کے والد کو کہا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں۔ تو شہید کے والد نے محی الدین صاحب نے غصے میں اس احمدی سٹوڈنٹ کا سر پھاڑ دیا۔ بعد میں شرمندگی بھی ہوئی، پھر کچھ کتابیں پڑھیں تو مولوی ثناء اللہ امرتسری سے رابطہ کیا۔ اس نے گالیوں سے بھری ہوئی کتابیں ان کو بھیج دیں۔ یہ دیکھ کر ان کو غصہ آیا اور کہا کہ میں نے ان سے مسائل پوچھے ہیں اور یہ گالیاں سکھا رہے ہیں۔ چنانچہ احمدیت کی طرف مائل ہوئے اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ یہ مُلّاں کی عادت جو ہمیشہ سے ہے آج تک بھی یہی قائم ہے۔ اب پوچھنے پر یہ گالیوں کا لٹریچر نہیں بھیجتے بلکہ ٹی وی پہ بیٹھ کے جماعت کے خلاف جو منہ میں آتا ہے بکتے چلے جاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بڑی دریدہ دہنی کرتے ہیں۔ بہرحال اس سے لوگوں کو توجہ بھی پیدا ہوتی ہے، اسی طرح ان کو توجہ پیدا ہوئی۔ شہید تو پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے والد وکیل تھے، پھر انجمن کے ممبر بھی تھے۔ رانچی میں انہوں نے میٹرک کیا اور میٹرک فرسٹ ڈویژن میں کیا تو والد بہت خوش ہوئے۔ پھر پٹنہ یونیورسٹی سے ایم اے انگلش کیا۔ پارٹیشن کے بعد یہ لاہور آ گئے اور 1969ء میں ایم سی بی جوائن کیا۔ 1997ء میں بینک مینیجر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد بھی ایم سی بی بینک میں کام کرتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 72 سال تھی۔ اور نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ مسجد میں آتے ہی سنتیں ادا کیں۔ مربی صاحب سے ایک صف پیچھے بیٹھ گئے۔ اور ساتھ بیٹھے بزرگ مکرم مبارک احمد صاحب کے ماتھے پر گولی لگی تو ان کو تسلی دیتے رہے۔ اسی دوران دہشتگرد کی گولیوں کا نشانہ بنے اور زخمی ہو گئے، اٹھنے کی بہت کوشش کی لیکن اٹھ نہیں سکے۔ سامنے سے گولی نہیں لگی تھی البتہ ریڑھ کی ہڈی میں گولی لگی اور وہیں شہید ہو گئے۔ بہت دھیمی طبیعت کے مالک تھے۔ لیکن اگر کوئی شخص جماعت یا بزرگانِ سلسلہ کے متعلق کوئی بات کرتا تو ان کو ہرگز برداشت نہیں کرتے تھے۔ کم گو تھے لیکن اگر کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفائے سلسلہ کا ذکر چھیڑ دیتا تو گھنٹوں ان سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ جماعت سے خاموش لیکن گہری وابستگی تھی اور عشق کی حد تک پیار تھا۔ سب بچوں کو تکلیف کے باوجود پڑھایا۔ بچے ڈاکٹر بنے۔ ایک کو آئی ٹی میں تعلیم دلوائی۔ اور ایک بیٹی کو فرنچ میں ایم اے کروایا۔ سب بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے اچھے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں اہلِ خانہ لکھتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کا خاص طور پر بڑا خیال رکھتے تھے اور یہی وجہ تھی جس نے اولاد میں نماز کی محبت پیدا کی۔ ایک دفعہ ایک بار ان کی اہلیہ بہت بیمار ہو گئیں اور انہیں ہسپتال داخل کروانا پڑا اور جمعہ کا وقت ہو گیا تو یہ سیدھے وہیں سے مسجد چلے گئے۔ یہ نہ سوچا کہ واپس آؤں گا تو اہلیہ زندہ بھی ہوں گی کہ نہیں۔ وہ کافی شدید بیمار تھیں۔

محمد اشرف بھلر صاحب شہید ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب۔ شہید مرحوم کے آباؤ اجداد رکھ شیخ ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کے دادا مکرم چوہدری سکندر احمد صاحب احمدی ہوئے تھے۔ چوہدری فتح محمد صاحب سابق نائب امیر ضلع لاہور کے تایا تھے آباؤ اجداد کی زرعی زمین تھی، کھیتی باڑی کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصے بعد رائے ونڈ میں اینٹوں کا بھٹّہ بنا لیا۔ تعلیم صرف پرائمری تھی۔ 2004ء میں عمرہ کرنے کے لئے بھی گئے اور سب بھائیوں کو جماعتی کام کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 47 سال تھی۔ گھر کے واحد کفیل تھے۔ ماڈل ٹاؤن کی مسجد میں ان کی شہادت ہوئی۔ جمعہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ سانحہ کے روز بھی مسجد بیت النور کے ہال میں تھے۔ ہال کا چھوٹا دروازہ بند کر کے کمر دروازے کے ساتھ لگا کر اس کے آگے کھڑے ہو گئے۔ دہشت گرد باہر سے زور لگاتا رہا لیکن دروازہ نہیں کھولنے دیا۔ تو دہشت گرد نے باہر سے ہی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے ان کی کمر چھلنی ہو گئی اور موقع پر شہید ہو گئے۔ دروازہ توڑنے کے لئے جو گولیوں کی بوچھاڑ کی تو ان کو لگتی رہیں۔ دعوتِ الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ اپنے علاقے میں اپنی شرافت اور ایمانداری کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ بعض غیر از جماعت بھی ان کی نمازِ جنازہ میں شامل ہوئے۔ اور 30 مئی کو نوائے وقت اخبار میں خبر آئی کہ مولویوں کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ جنہوں نے بھی (غیر احمدیوں نے) ان کا جنازہ پڑھا ہے ان کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ اور یہ خبر ایکسپریس ٹی وی پر بھی چلتی رہی۔ جنازہ پڑھنا تو بڑی بات ہے یہ مولوی تو جنہوں نے تعزیت کی ہے اور ہمدردی کی ہے ان کے بھی نکاح توڑ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ گھر والے کہتے ہیں کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد تہجد کی ادائیگی میں بڑے باقاعدہ ہو گئے تھے۔ قرآنِ کریم پڑھنے کی بھی روزانہ تلقین کرتے تھے۔ اپنے بچوں کو بھی کہتے تھے کہ قرآنِ کریم روزانہ پڑھو۔ چاہے ایک لائن پڑھو اور پھر ترجمہ پڑھو، کیونکہ اس کے بغیر کوئی فائدہ نہیں۔

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب شہید ابن مکرم عبدالمجید صاحب شہید لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کی دادی محترمہ قادیان کی تھیں۔ ان کے والد محترم نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیعت کی۔ یہ ایک بینک میں ٹائپسٹ کے طور پر بھرتی ہوئے اور اس سروس کے دوران پہلے بی اے کیا۔ پھر ایم اے کیا۔ اور بینک کے مختلف کورسز بھی کئے اور بینک میں ہی ترقی کرتے کرتے اس وقت نیشنل بنک میں وائس پریذیڈنٹ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اور سینئر پریذیڈنٹ کی پروموشن بھی ان کی ڈیو(Due) تھی۔ بینک کے بیسٹ ایمپلائی(Best Employee) ہونے کا ان کو کیش پرائز بھی ملا۔ یہ مولانا دوست محمد شاہد مرحوم مؤرخ احمدیت کے داماد تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 57 سال تھی۔ بطور نائب قائد اور ناظم تعلیم حلقہ دارالذکر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ سانحہ والے روز نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں آئے اور خود مین ہال میں پیچھے بیٹھ گئے اور دونوں بیٹے دوسرے ہال میں بیٹھ گئے۔ جب دہشتگرد نے اپنی کارروائی شروع کی اور مربی صاحب نے دعا کے لئے کہا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی شروع کر دی۔ دعا کے دوران ہی ایک گولی ان کے بائیں بازو میں لگی اور دوسری دل کے پاس، جس سے موقع پر ہی ان کی شہادت ہوگئی۔ بہت ہمدرد انسان تھے۔ بینک میں اپنے لیول کے آفیسر سے اتنی دوستی نہیں تھی جتنی کہ ان کی اپنے ماتحت ورکر سے دوستی تھی۔ اپنے گھر میں نماز سینٹر بنایا ہوا تھا۔ اور پہلی منزل صرف نماز سینٹر کے لئے ہی تعمیر کروائی تھی۔ خلافت سے بہت عشق تھا۔ ان کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ جماعتی کام سے واپس آتے ہوئے اگر رات کے تین بج جاتے تو ہمیں کچھ نہیں کہتے تھے۔ لیکن اگر کسی اور کام سے ہم گھر سے باہر جاتے اور عشاء کی نماز سے لیٹ واپسی ہوتی تو بڑی ڈانٹ پڑا کرتی تھی۔ سخاوت ان کی زندگی کا ایک بڑا خُلق تھا۔ لوگوں کو بڑی بڑی چیزیں مفت بھی دے دیا کرتے تھے۔ مربیان سلسلہ سے بہت لگاؤ ہوتا۔ ان کی بہت عزت کرتے تھے اور مہمان نوازی کرتے تھے۔ جہاں بھی گھر لیا حلقے کا مرکز اور سینٹر اپنے گھر کو ہی بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ بہت ملنسار تھے۔

مکرم انیس احمد صاحب شہید ولد مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب۔ شہید مرحوم کا خاندان ضلع فیصل آباد سے تھا جہاں سے بعد میں لاہور شفٹ ہو گئے۔ میٹرک کی تعلیم کے بعد کمپیوٹر ہارڈ ویئر کا کام کرتے تھے۔ گلبرگ میں ان کا آفس تھا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 35 سال تھی۔ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ مسجد دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے عموماً ماڈل ٹاؤن جایا کرتے تھے۔ سانحہ کے روز کسی کام سے نکلے اور نمازِ جمعہ کے لئے مسجد دارالذکر چلے گئے۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ محراب کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ فائرنگ شروع ہوگئی تو والد صاحب نے چھپنے کے لئے کہا تو جواباً کہا کہ آپ چھپ جائیں میں ادھر لوگوں کی مدد کرتا ہوں اور اس دوران دہشتگرد کی گولیوں سے شہید ہو گئے۔ بیوی بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ اسی طرح والد صاحب کی بہت اطاعت کرتے تھے۔ سسرالی رشتے داروں سے بھی بھائیوں جیسا تعلق تھا۔ خدمتِ خلق کا بہت شوق تھا۔ ایک جگہ کسی احمدی دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو اس وقت فوری طور پر خون نہیں مل رہا تھا اپنا خون بھی دیا اور پھر اس نے علاج کے لئے قرض کے طور پر پانچ ہزار یا جتنے بھی پیسے مانگے تو وہ دے دیے اور قرض واپس بھی نہیں لیا۔ اپنے بیٹے کو باقاعدگی سے قرآن کلاس کے لئے بھجواتے تھے۔ اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اس سانحے میں ان کے چھوٹے بھائی مکرم منور احمد صاحب بھی شہید ہو گئے ہیں۔

مکرم منور احمد صاحب شہید ابن مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب۔ اپنے بھائی کی طرح ان کا تعلق بھی فیصل آباد سے تھا۔ پیدائشی احمدی تھے، لیکن کچھ عرصہ شیعہ عقائد کی طرف مائل رہے، کیونکہ انہوں نے اپنی نانی جو ذاکرہ تھیں، ان کے پاس پرورش پائی تھی۔ پھر یہ ذاکر اور پیر بن گئے تھے۔ اور اسی دوران انہوں نے خواب میں حضرت امام حسین اور حضرت علیؓ کو دیکھا۔ وہ آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے بارے میں ان کو بتایا تو دوبارہ انہوں نے بیعت کر لی اور بڑے فعال کارکن تھے۔ فطرت نیک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی رہنمائی فرما دی۔ احمدیت کا بہت علم تھا، بہت تبلیغ کرتے تھے، انہوں نے بہت ساری بیعتیں بھی کروائیں۔ دعوتِ الی اللہ کے شیدائی تھے۔ بڑے بڑے مولویوں کو لاجواب کر دیتے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 30 سال تھی۔ بطور نائب ناظم اصلاح وارشاد خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ دارالذکر میں نماز جمعہ کے وقت حملے کے وقت یہ بیرونی گیٹ سے فائرنگ کی آواز آئی۔ تو یہ نہایت پھرتی سے کرالنگ (Crawling) کرتے ہوئے باہر نکلے اور جلدی سے واپس آ کر مین ہال کی طرف جانے والے اندرونی گیٹ کو بند کیا اور ہال کے مین گیٹ میں دروازے بند کروائے۔ حملے کے دوران مسلسل فون سے گھر رابطہ رکھا اور اپنے چچا سے دعا کے لئے کہتے رہے اور کہا کہ میں اوپر جا رہا ہوں میرے لئے دعا کریں۔ ایک عینی شاہد دوست نے بتایا کہ حملہ کے شروع میں ہی ہال کے اندر آئے اور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں کہ اگر کسی کے پاس اسلحہ ہے تو مجھے دو کیونکہ دہشتگرد اندر آ گئے ہیں۔ (وہاں لوگ مسجد میں نمازیں پڑھنے آئے تھے، اسلحہ لے کر تو نہیں آئے تھے) اس کے بعد جب اندر فائرنگ سے لوگ زخمی ہوئے اور جب دہشتگرد ہال سے اوپر گئے تو یہ موقع پا کر بڑی پھرتی سے کرالنگ (Crawling) کرتے ہوئے زخمی بزرگان کو پانی پلاتے رہے۔ پولیس اور انتظامیہ یہی اعتراض کر رہی ہے نہ کہ آپ لوگ کیوں نہیں اسلحہ لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ غیر احمدیوں کا مقام ہے کہ وہ لے کر بیٹھ سکتے ہیں لیکن احمدی نہیں۔ یا پولیس بالکل ہاتھ اٹھا لے اور کہہ دے کہ اپنی حفاظت کا خود انتظام کریں۔ بہرحال مسلسل موقع کی تلاش میں رہے کہ دہشتگرد کو پکڑیں۔ بالآخر موقع پا کر نہایت بہادری سے دہشتگرد کو پکڑا جس کی وجہ سے دہشتگرد نے اپنے آپ کو دھماکے سے اڑا لیا۔ دھماکے کی وجہ سے یہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کو شروع میں معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بھائی مکرم انیس احمد صاحب شہید ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بڑی بہادری سے لوگوں کی مدد کرتے رہے۔ ان کے گھر بڑے عرصے سے باہر منافرت پھیلانے والے اشتہارات اور پوسٹر چسپاں تھے۔ اس سے پہلے بھی غیر از جماعت انتشار پسند ایسی کارروائیاں کرتے رہتے تھے بچوں کے ذریعے سے ہی کام کرواتے ہیں۔ لیکن شہید مرحوم نے پوسٹر لگانے والے بچوں کو بڑے پیار اور اخلاق سے سمجھایا اور بچوں کو اثر بھی ہو گیا ان کو سمجھ بھی آ گئی۔ لیکن پھر وہ بڑوں کے کہنے پر مجبور تھے، لگا جایا کرتے تھے۔ ان کے ناظم اصلاح وارشاد صاحب ضلع منور احمد صاحب نے بتایا کہ سانحہ سے تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ قبل انہوں نے اپنی ایک خواب مجھے بتائی۔ خواب میں ان کی وفات یافتہ والدہ ملی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے تمہارا کمرہ تیار کر لیا ہے، میں تمہیں بلا لوں گی۔ حافظ مظفر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے عزیزوں کو پہلے ہی بتا دیا تھا بلکہ پچھلے سال شادی ہوئی ہے تو اپنی بیوی کو بھی پہلے دن ہی کہہ دیا کہ میں نے تو شہید ہو جانا ہے، اس لئے میرے شہید ہو جانے کے بعد کوئی واویلا نہ کرنا۔

ایک شہید ہیں **مکرم سعید احمد طاہر صاحب ولد مکرم صوفی منیر احمد صاحب**۔ ان کا میں آج جنازہ غائب بھی پڑھوں گا۔ شہید مرحوم کے آباؤاجداد ضلع کرنال بھارت کے رہنے والے تھے۔ ان کے پڑدادا حضرت رمضان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ ہجرت کے بعد تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں آباد ہوئے۔ ان کا خاندان لاہور میں مقیم تھا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 37 سال تھی۔ مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں شہید ہوئے۔ سانحہ کے روز کام سے سیدھے جمعہ پڑھنے چلے گئے۔ مسجد بیت النور میں ان کے پہنچنے سے پہلے مسجد میں فائرنگ شروع ہو چکی تھی۔ دو دہشتگرد جو موٹر سائیکل پر ماڈل ٹاؤن آئے تھے، اپنی موٹر سائیکل پھینک کر گیٹ پر فائرنگ کرتے ہوئے داخل ہو گئے تھے۔ چند سیکنڈ بعد موٹر سائیکل پھٹ گیا۔ یہ اس کے قریب تھے اس کی وجہ سے ان کو آگ لگ گئی اور جسم جھلس گیا۔ آٹھ دن یہ ہسپتال میں رہے ہیں لیکن جانبر نہ ہو سکے اور 5 جون کو جامِ شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہادت سے ایک دن پہلے انہوں نے اپنی بہن کو گاؤں فون کیا کہ گوشت کی دیگ پکوا کر تقسیم کر دو۔ انہوں نے خواب دیکھی تھی، بہرحال اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی، اور پھر جمعہ والے دن بچوں کو پیار کیا اور جلدی جلدی تیار ہو کر کام کے لئے نکل گئے اور اس کے بعد پھر جمعہ پڑھنے مسجد نور چلے گئے۔ مرحوم کی بیوہ نے چند ڈائریاں دکھائی ہیں جن میں کئی مقامات پر یہ لکھا تھا کہ شہادت میری آرزو ہے۔ انشاء اللہ۔ ڈائری میں ایک اور جگہ تحریر ہے کہ اے اللہ! شہادت نصیب فرما۔ یہ گردن تیری راہ میں کٹے۔ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے تیری راہ میں ہوویں۔ پیارے حبیب کے صدقے میرے مولیٰ میری یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول بھی کر لی۔ 30 نومبر 2000ء کو انہوں نے ڈائری میں یہ الفاظ لکھے تھے۔ ڈائری میں نمازوں کی ادائیگی، جمعہ کی ادائیگی، خطبہ جمعہ کا مختصر خلاصہ اور نوٹس، چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی کا جا بجا ذکر ملتا ہے۔ اور چونکہ تخت ہزارہ کے رہنے والے تھے، وہاں کچھ سال پہلے چار پانچ شہید ہوئے تھے ان کے لئے دعا کی تحریک کا بھی ذکر ملتا ہے۔ والدین اور رشتے داروں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے۔ غرباء کو صدقہ دیتے تھے۔ بہت ہنس مکھ تھے، بہت پیار کرنے والے تھے۔ ماں باپ، بہن بھائی، اہلیہ سب کا خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک ڈبہ رکھا ہوا تھا جس میں روزانہ کچھ رقم ڈال دیتے تھے۔ اور جب گاؤں جاتے تھے تو وہاں مستحقین میں یہ رقم تقسیم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تمام شہداء جو ہیں ان کے درجات بلند فرمائے۔

یہ تمام شہداء قسم قسم کی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں اور ان کی نیک خواہشات اپنے بیوی بچوں اور نسلوں کے لئے قبول فرمائے۔ سب (پسماندگان) کو صبر اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب یہ ذکرِ خیر تو ابھی آئندہ بھی چلے گا۔

اس کے علاوہ آج کی جنازہ غائب میں ایک اور جنازہ غائب میں پڑھاؤں گا جو مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب واقفِ زندگی کا ہے، جو مکرم محمد صادق صاحب ننگلی درویش قادیان کے بیٹے تھے، خود بھی درویش تھے، (مطلب قادیان میں ہی تھے) 13 جون 2010ء کو 53 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 30 سال تک مختلف جماعتی عہدوں پر احسن رنگ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ ابتدا میں نائب ناظم وقفِ جدید تھے۔ پھر نائب ناظم بیت المال آمد، نائب ناظر نشر و اشاعت رہے۔ 1995ء میں ناظر بیت المال خرچ مقرر ہوئے اور تا وفات اسی عہدے پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ آٹھ سال تک ناظر تعلیم کی حیثیت سے بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ چھ سال تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور پھر نائب صدر مجلس انصار اللہ انڈیا بھی رہے۔ 1993ء میں افسر جلسہ سالانہ قادیان مقرر ہوئے

اورنہایت عمدگی سے یہ فریضہ سرانجام دیا۔2005ء میں جب مَیں قادیان گیا ہوں تو اس وقت بھی یہی افسر جلسہ سالانہ تھے۔اور بڑی ہمت اور محنت سے انہوں نے اس سارے نظام کو سنبھالا۔باوجود اس کے کہ بلڈ پریشر وغیرہ کی وجہ سے ان کی طبیعت میں لگتا تھا کہ کچھ آثار بیماری کے نظر آ رہے ہیں۔صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے دور میں بھی اور ان کے بعد بھی کئی مرتبہ ان کو قائمقام ناظرِ اعلیٰ خدمت کی توفیق ملی۔اور میاں صاحب کی وفات کے بعد تو میں نے ان کو نائب امیر مقامی بھی مقرر کیا تھا۔صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ انجمن تحریکِ جدید، انجمن وقفِ جدید اور مجلس کارپرداز کے بھی ممبر تھے۔صدر فنانس کمیٹی تھے۔اسی طرح نور ہسپتال کی کمیٹی کے صدر تھے۔مختلف خدمات بجالاتے رہے۔انہوں نے اردو میں ایم اے کرنے کے بعد گرونانک یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔تہجد اور نمازوں کے بڑے پابند، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔اکثر سچی خوابیں آیا کرتی تھیں۔اور انہوں نے اپنی اہلیہ کو بتا دیا تھا کہ لگتا ہے میرا وقت قریب ہے تو اس لئے تیار رہنا۔پہلے ان کے گردوں اور پھیپھڑوں میں انفیکشن ہوگیا۔پہلے گردے ان کے خراب ہوئے۔لمبا عرصہ ڈائیلسز میں رہے۔پھر گردہ تبدیل بھی ہوگیا لیکن حالت سنبھل نہیں سکی۔لیکن بڑے صبر اور حوصلے سے بڑی لمبی بیماری انہوں نے کاٹی ہے۔آخر میں پھیپھڑوں میں انفیکشن ہوگیا۔میں نے بھی ان کو ہمیشہ جیسا کہ میں نے کہا ہے ہنستے مسکراتے دیکھا ہے۔1991ء میں مَیں نے بھی ان کے ساتھ جلسہ سالانہ پر عام کارکن کی حیثیت سے ڈیوٹی دی ہے۔اس وقت بھی میں دیکھتا تھا، بعد میں اپنے وقت میں بھی میں نے دیکھا کہ خلافت کے لئے ان کی آنکھوں سے بھی ایک خاص محبت اور پیار ٹپکتا تھا۔ بڑی محنت سے ڈیوٹی دیتے تھے۔اور افسران کے سامنے ہمیشہ مؤدب رہے اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتے رہے۔ بلکہ بعض دفعہ 1991ء میں ڈیوٹی کے دوران مجھے احساس ہوتا تھا کہ افسر بعض دفعہ ان سے زیادتی کر جاتے ہیں لیکن کبھی ان کے ماتھے پر بل نہیں آیا۔مسکراتے ہوئے، کامل اطاعت کے ساتھ افسر کا حکم مانتے تھے۔اور غلطی نہ بھی ہوئی تو یہ نہیں کہا کہ نہیں میں نے یہ کام نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

5 جون کو لاہور والوں میں سے جو ایک شہید ہوئے ہیں، اُن کا اور ان کا نمازِ جنازہ غائب جمعہ کے بعد ادا ہوگا۔

❁❁❁❁❁❁

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ مارچ واپریل 2010ء کی مختصر رپورٹ

سوئٹزرلینڈ سے روانگی اور فرانس کے شہر سٹراس برگ تک کے سفر کی روئیداد

(رپورٹ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری)

گیارھویں قسط

23/اپریل 2010ء

اب وقت 3 بجکر 45 منٹ ہوگیا ہے اور حضور انور ایدہ اللہ کی فرانس روانگی کا وقت قریب آرہا ہے۔دوپہر کا کھانا تناول فرمانے اور سفر کی تیاری کے بعد حضرت صاحب ساڑھے پانچ بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور مختلف شعبوں میں خدمت کرنے والوں کے ساتھ نیز مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور جماعت کی نیشنل عاملہ کے ساتھ تصاویر کھنچوائیں۔اور پھر پانچ بجکر 38 منٹ پر جب حضور انور ایدہ اللہ مع قافلہ فرانس کے شہر سٹراس برگ کی طرف روانہ ہونے لگے تو محترم طارق ولید صاحب (امیر جماعت سوئٹزرلینڈ) نے 40X80 CM کا ایک خوش نما سنہرا فریم حضور کی خدمت میں پیش کیا جس کے اندر خالص سونے کی ایک پلیٹ پر سورۃ الفاتحہ کندہ تھی اور جو کسی عرب شیخ نے جماعت کو کچھ عرصہ قبل ہماری مسجد محمود (زیورک) کی زیارت کے دوران دیا تھا۔

اس وقت مشن ہاؤس کی عمارت کے باہر سینکڑوں کی تعداد میں مردوزن، بچے اور بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کیلئے قطار در قطار کھڑے تھے۔نظم و ضبط کی ڈیوٹی والے احباب کو پیچھے ہٹا رہے تھے لیکن ہر آنکھ جی بھر کر حضور کو دیکھنا چاہتی تھی۔ بچوں، بچیوں اور بعض خواتین کی پرسوز اور مترنم آواز میں الوداعی نظموں اور ترانوں کی آوازیں بھی فضا میں گونج رہی تھیں۔حضور انور ایدہ اللہ نے پیار بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھا تو غمِ فرقت سے اداس چہرے کِھل اٹھے۔ پیارے آقا سے جدائی کا تصور ہر شخص کو افسردہ کئے ہوئے تھا۔حضور انور کے دورے کے دوران سارے مشن ہاؤس میں عید جیسا سماں رہا۔ ہر دل خوشی اور مسرت کے جذبات سے معمور اور مخمور دکھائی دیتا تھا۔ ہر چہرہ ان دنوں میں اُجلا اُجلا اور کِھلا ہوا نظر آتا تھا۔اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ ان دنوں میں امام وقت کی زیارت ان ترسی نگاہوں کے لئے ٹھنڈک کا باعث بن گئی تھی۔ ان کی اس خوشی اور شادمانی کے مبارک ایام تو پلک جھپکنے کی طرح ایک لمحہ میں گزر گئے اور اب فراق کی گھڑیاں ہر احمدی کو رنجیدہ خاطر بنانے کے لئے ان کے دلوں پر دستک دے رہی تھیں اور اس وجہ سے ان کے چہروں پر افسردگی عیاں تھی۔بعض جذبات سے اس قدر مغلوب تھے کہ بار بار ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھیں۔روانگی سے قبل حضور انور نے جب لمبی پرسوز دعا کروائی تو ان میں سے اکثر لوگ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور روتے سسکتے ہوئے انہوں نے حضور کی سلامتی اور مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے دعائیں کیں اور اپنے آقا کو زبان حال سے یہ کہتے ہوئے رخصت کیا کہ

جاتے ہو مری جان خداحافظ و ناصر
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر

حضور انور نے اپنے چاروں طرف کھڑے احباب و خواتین اور بچوں کو دیکھتے ہوئے انہیں ہاتھ ہلا کر سلام کیا اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔روانگی سے قبل لوگوں نے بھی ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے پیارے آقا کو الوداعی سلام کہا۔اس دوران حضور انور گاڑی کے اندر سے بھی اپنے خادموں پر پیار کی نظریں ڈالتے ہوئے انہیں جواباً ہاتھ ہلا ہلا کر سلامتی کی دعائیں دیتے رہے۔اسی حال میں قافلے کی گاڑیاں آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہوئیں مشن کے احاطہ سے نکل کر بڑی سڑک پر آگئیں اور پھر وہاں سے موٹروے A7 پر پہنچ گئیں جو کہ مسجد نور اور مشن ہاؤس کی عمارت سے چند سو میٹر کے فاصلے پر ہے۔اس موٹروے پر ہماری گاڑیاں تیزی سے سفر کرتے ہوئے Frauenfeld شہر کے پاس سے گزریں جو کہ مشن ہاؤس سے بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور صوبائی دارالحکومت ہے۔اس موٹروے پر چند کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہمارا قافلہ موٹروے A1 پر آگیا۔اس رستہ پر مشن ہاؤس سے تقریباً 25 کلومیٹر کی مسافت پر Winterthur کا شہر واقع ہے جو کہ زیورک صوبہ کے اہم شہروں میں سے ایک ہے۔اس کی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔سوئٹزرلینڈ کی میناروں والی چار مساجد میں سے ایک مسجد اسی شہر میں ہے۔اس کا مینارہ یہاں کی مسجد کی پرانی عمارت پر تقریباً دوسال قبل تعمیر کیا گیا تھا۔اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ایک بڑی مستعد جماعت قائم ہے جس کے صدر مکرم بشارت انیس صاحب ہیں۔حضور انور کی سوئٹزرلینڈ میں آمد کے پیش نظر مسجد نور اور اسی طرح مشن ہاؤس میں ہونے والی تیاریوں کے سلسلہ میں جو وقار عمل ہوئے ان میں اس جماعت کے احباب اور خصوصاً نوجوانوں کی مساعی قابل ذکر ہیں۔اللہ تعالیٰ ان مخلصین کو ان کی انتھک محنت اور خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے۔(آمین)

ایک بات جس کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں یہ ہے کہ حضور انور نے جمعہ والے دن پانچ بجے کے بعد سفر پر روانہ ہونا تھا جبکہ تین بجے سے وہاں کی سڑکوں پر بہت زیادہ رش شروع ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے فکر تھی کہ رش میں پھنس کر کہیں حضور انور ایدہ اللہ کا وقت ضائع نہ ہو۔محترم مربی صاحب اور بعض دوسرے دوستوں نے بھی اس بارہ میں فکرمندی کا اظہار کیا لیکن ہمیشہ کی طرح اس موقعہ پر بھی خدائی وعدہ ''انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وَقْتُہٗ'' کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ہی بے اختیار دل وزبان پر آجاتا رہا اور سفر کے دوران جب اللہ کے فضل سے نہ کہیں گہرا رش ملا اور نہ ہی وقت ضائع ہوا تو دل سچے وعدوں والے خدا کی حمد کے ترانے گاتا رہا۔فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

50 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد قافلہ زیورک شہر کے پاس سے گزرا۔اس جگہ سڑک کے بائیں جانب زیورک شہر نظر آتا ہے تو دائیں طرف زیورک کا بین الاقوامی ائیرپورٹ ۔یہ سوئٹزرلینڈ کا سب سے بڑا شہر ہے اور یہاں کی جماعت بھی سوئٹزرلینڈ کی سب سے بڑی جماعت ہے۔اس کو دو حلقوں یعنی حلقہ ناصر اور حلقہ مشتاق میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حلقہ کا نام مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے نام پر رکھا گیا ہے جو کہ سوئٹزرلینڈ کے پہلے مبلغ تھے جبکہ دوسرے حلقہ کا نام مکرم مشتاق احمد باجوہ صاحب کے نام پر رکھا گیا ہے جنہوں نے لمبا عرصہ سوئٹزرلینڈ میں خدمت کی سعادت پائی اور مسجد محمود زیورک بھی آپ کے دور میں ہی تعمیر ہوئی۔

زیورک شہر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے یہ موٹروے آگے جاکر دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک شاخ تو سوئٹزرلینڈ کے جنوبی علاقوں کی طرف چلی جاتی ہے جبکہ دوسری Basel اور Bern کی طرف۔ہم Basel کا سائن لے کر A1 پر آگئے۔A1 پر ابھی چند کلومیٹر کا سفر ہی طے ہوا ہوگا کہ موٹروے کے اوپر پل پر بحری جہاز کی شکل والی ایک خوبصورت بلڈنگ دکھائی دی۔پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ Mövenpick نامی ریسٹورانٹ ہے۔ Mövenpick سوئٹزرلینڈ کا ایک مشہور Trade mark ہے جس کی آئس کریم اور چاکلیٹس وغیرہ بہت مشہور ہیں۔دنیا کے 26 ممالک میں اس نام کے 90 سے زائد ہوٹل اور ریسٹورانٹ قائم ہیں۔

یہ موٹروے Baden شہر کے پاس سے گزرنے کے بعد ایک بار پھر دو حصوں میں بٹ گئی۔سیدھی جانے والی موٹروے A 1 تو Bern اور جنیوا کی طرف جاتی ہے ۔جبکہ ہم نے Basel کی طرف جانا تھا اس لئے ہم Motorway A 3 پر آگئے۔ Basel یہاں سے کوئی 55 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔لیکن اس سے پہلے Stein کا شہر آتا ہے جس کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا دریائے Rhein سوئٹزرلینڈ اور جرمنی کے درمیان ایک قدرتی سرحد کا کام دیتا ہے ۔اس کے دوسری طرف جرمنی کا شہر Bad Saekingen واقع ہے۔تھوڑا آگے جاکر دریائے رائین سڑک سے پیچھے ہٹ جاتا ہے لیکن پھر Rheinfelden شہر کے پاس جاکر ایک بار پھر سڑک کے بالکل قریب آجاتا ہے اور پھر Schaffhausen شہر کے پاس یورپ کی سب سے بڑی آبشار Rheinfall بناتا ہوا آگے بڑھتا اور Basel شہر سے گزر کر جرمنی میں داخل ہوجاتا ہے ۔ جرمنی میں یہ دریا Mainz ، Koblenz اور Köln کے پاس سے گزرتے ہوئے ہالینڈ پہنچتا ہے اور وہاں زمینوں کو سیراب کرتا ہوا آخر Rotterdam شہر کے قریب سمندر میں جا گرتا ہے۔

اس مشہور آبشار Rheinfall کی چوڑائی 150 میٹر ہے جبکہ بلندی جہاں سے یہ گرتی ہے 23 میٹر ہے اور جس جگہ اس کا پانی گرتا ہے وہاں پر گہرائی 13 میٹر ہے۔ اوسطاً اس میں سے فی سیکنڈ 373 کیوبک میٹر پانی گزرتا ہے۔سردیوں میں پانی کا بہاؤ کم ہو جاتا ہے جبکہ گرمیوں میں پانی کا بہاؤ بڑھ کر 700 کیوبک میٹر فی سیکنڈ تک جا

پہنچتا ہے۔ اس آبشار کی تاریخ میں سب سے زیادہ پانی کا بہاؤ 1965ء میں ریکارڈ کیا گیا جو کہ 1250 کیوبک میٹر فی سیکنڈ رہا۔ اس کے بالمقابل پانی کا کم ترین بہاؤ 1921ء میں رہا جو کہ 95 کیوبک میٹر فی سیکنڈ تھا۔ دو لاکھ سال قبل جب دریائے Rhein بہنا شروع ہوا تو اس وقت Schaffhausen سے اس کا رخ مغرب کی طرف تھا۔ پھر ایک لاکھ بیس ہزار سال قبل اس کے رخ میں تبدیلی آئی اور یہ Schaffhausen سے جنوب کی سمت بہنا شروع ہوگیا۔ گزشتہ 14000 سے لے کر 17000 سال کے عرصہ سے Rheinfall اپنی موجودہ شکل میں بہہ رہی ہے۔ اس آبشار کو دیکھنے کیلئے یورپ بلکہ دنیا بھر سے بکثرت لوگ آتے ہیں اور ایک سال میں ایک ملین سے زیادہ سیاح اس کو وزٹ کرتے ہیں۔ 2004ء میں حضور انور ایدہ اللہ بھی افراد خاندان اور قافلہ کے ہمراہ اس کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

ہمارا سفر A 3 پر جاری رہا۔ اب موٹروے Basel شہر کے درمیان سے گزر رہی تھی اور دونوں جانب Basel شہر کی عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ Basel شہر کو صوبے کا درجہ بھی حاصل ہے اور یہ رقبہ کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ کا سب سے چھوٹا صوبہ ہے جبکہ آبادی کے لحاظ سے گنجان ترین ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ 70 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ شہر زیورک سے 80 کلومیٹر شمال مغرب کی طرف فرانس اور جرمنی کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کی معاشیات کا انحصار کیمیکل انڈسٹری اور دوائیاں بنانے والی فیکٹریوں اور تجارت پر ہے۔ دوائیاں بنانے والی دنیا کی تیسری بڑی فرم Novartis کا مرکزی دفتر اسی شہر میں ہے جو کہ 1996ء میں دوائیاں اور کیمیاوی اشیاء بنانے والی دو بڑی فرموں Sandoz اور Ciba Geigy AG کے الحاق سے معرض وجود میں آئی۔ اس شہر کے اندر تین بین الاقوامی ریلوے اسٹیشن ہیں Basel SBB سوئٹزرلینڈ کا اسٹیشن ہے جبکہ Basel SNCF فرانس کا اور Basel Bad جرمنی کا ریلوے اسٹیشن ہے۔ فرانس اور جرمنی کے ریلوے اسٹیشن اگرچہ سوس زمین پر بنائے گئے ہیں لیکن ان تک پہنچنے کیلئے کسٹم چوکی کے پاس سے گزرنا پڑتا ہے اور وہاں پاسپورٹ وغیرہ بھی چیک ہوسکتا ہے۔

Basel شہر سے بالکل ملحق فرانس کی سرحد ہے۔ یہاں کی بارڈر پوسٹ بالکل خالی پڑی تھی۔ ہم وہاں سے گزر کر بغیر کسی رکاوٹ کے فرانس میں داخل ہوگئے۔ اپریل 2009ء سے اگرچہ سوئٹزرلینڈ Schengen معاہدہ میں شامل ہوچکا ہے اور Schengen ویزہ کے حامل افراد سوئٹزرلینڈ میں بلا روک ٹوک آسکتے ہیں لیکن چونکہ سوئٹزرلینڈ یورپی کمیونٹی کا حصہ نہیں اس لئے درآمدات اور برآمدات پر کسٹم ڈیوٹی کی وصولی کے لئے چیک پوسٹیں ابھی تک موجود ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کا شمار دنیا کے امیر ترین ممالک میں ہوتا ہے جہاں معیار زندگی بہت بلند ہے۔ ہمسایہ ممالک کی نسبت تنخواہیں بھی زیادہ ہیں اور فی کس سالانہ آمدنی 40 ہزار فرانک سے زائد ہے۔ لوگوں کی قوت خرید زیادہ ہونے کی وجہ سے مہنگائی بھی بہت ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے سرحدی علاقوں کے اوسط آمدنی والے افراد ہمسایہ ممالک سے شاپنگ کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ روزمرہ استعمال میں آنے والی اشیاء خورونوش کو ذاتی استعمال میں لانے کے لئے محدود مقدار میں بغیر ڈیوٹی ادا کئے درآمد کرنے کی اجازت ہے۔ ایک شخص یومیہ تین سوسوس فرانک مالیت کی چیزیں اپنے ساتھ لاسکتا لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جو صرف محدود مقدار میں ہی ساتھ لانے کی اجازت ہے۔ مثلاً اگر کوئی یومیہ آدھا کلو گوشت، ساڑھے تین کلو مرغی، پانچ لٹر دودھ سے زیادہ مقدار میں لانا چاہتا ہے تو اسے کسٹم ادا کرنا پڑے گا۔ کسٹم حکام اس بات کی کڑی نگرانی کرتے ہیں کہ کوئی ان کسٹم قوانین کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اس لئے کسٹم کی وصولی کے لئے سرحد پر ابھی تک چوکیاں موجود ہیں۔

فرانس میں داخل ہوتے ہی موٹروے A3 تو ختم ہوگئی۔ اب ہمارا سفر موٹروے A35 پر شروع ہوا۔ فرانس جماعت کے ساتھ پہلے سے طے شدہ میٹنگ پوائنٹ Aire de Battenheim اس جگہ سے ٹھیک 32 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ ہم نے موٹروے A35 پر ابھی چند کلومیٹر کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ بائیں طرف ہمیں یورو ائیرپورٹ Basel-Mulhouse-Freiburg کی بڑی بڑی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ یہ ائیرپورٹ اپنی نوعیت کا واحد ائیرپورٹ ہے جو تین ملکوں کا مشترکہ ائیرپورٹ ہے۔ اسی لئے اس کو یورو ائیرپورٹ بھی کہتے ہیں اور اسے تین قوموں فرنچ، سوس اور جرمنوں کے باہمی تعاون کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد 1946ء میں اس کو تعمیر کیا گیا۔ اس کی تعمیر کیلئے جگہ فرانس نے فراہم کی جبکہ عمارت بنانے کیلئے فنڈز سوئٹزرلینڈ نے مہیا کئے۔ 8/مئی 1946ء کو یہاں پہلے سویلین جہاز نے لینڈ کیا۔ 2006ء میں اس ائیرپورٹ کی 60ویں سالگرہ منائی گئی۔ یہاں سے 30 ممالک کے 62 سے زائد ائیرپورٹس کیلئے جہاز اڑتے ہیں اور سالانہ چار ملین سے زائد مسافر اسے استعمال کرتے ہیں۔

مشن ہاؤس سے بازل تک کے راستے پر پہاڑیاں اگرچہ اتنی بلند نہیں لیکن انتہائی خوبصورت منظر پیش کرتی ہیں۔ یہ سارا علاقہ حسین قدرتی مناظر سے پُر ہے۔ سرسبز پہاڑیوں کے درمیان سے بل کھاتی سڑک اور پھر سڑک کے دائیں بائیں پہاڑیوں کے اوپر سرسبز درختوں کے بیچوں بیچ چھوٹی چھوٹی آبادیاں اس خوبصورتی میں مزید رنگ بھر دیتی ہیں۔ سبزے کے اندر گھری یہ عمارتیں اتنی اُجلی صاف اور نکھری نظر آتی ہیں کہ گویا ان کے مکینوں نے ابھی ابھی ان کی دھلائی کی ہو۔ سوئٹزرلینڈ اپنی صفائی اور خوبصورتی کے لحاظ سے بھی ساری دنیا میں مشہور ہے اور قدرت نے دل کھول کر اسے حسن سے بھی نوازا ہے اور پھر یہاں کے باسیوں نے بھی اس کی خوب قدر کی ہے۔ اپنے ملک کی ترقی اور آبادی میں ان کی شبانہ روز محنت کا بڑا ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو بھی اپنے دست قدرت سے اس طرح صاف کرے کہ یہ اسلام کے آفاقی پیغام کو سمجھنے اور اس سے اپنے دلوں کی زمین کو مزین کرنے کی توفیق پاسکیں۔ آمین

چاکلیٹس اور گھڑیوں اور بنکوں کے علاوہ اگر اس ملک کو بلند وبالا پہاڑوں، وسیع وعریض جھیلوں اور طویل سرنگوں کی سرزمین قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ ملک کے 70 فیصد سے زائد علاقہ پر پہاڑ اور جھیلیں پھیلی ہوئی ہیں۔ تقریباً ہر بڑے شہر کے درمیان جھیل واقع ہے جو کئی کلومیٹر پر پھیلی ہوتی ہے۔ ہر سڑک پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سرنگ آجاتی ہے ان سرنگوں میں سے بیشتر کی لمبائی کلومیٹرز میں ہے۔ Gotthard Tunnel سوئٹزرلینڈ کی سب سے لمبی سرنگ ہے جس کی لمبائی سترہ کلومیٹر ہے جو شمالی سوئٹزرلینڈ کو جنوبی سوئٹزرلینڈ سے ملاتی ہے۔ یہ سرنگ 1980 میں بنائی گئی تھی۔ اس کی تعمیر سے لے کر 2004ء تک اس کے اندر 875 حادثات رونما ہوئے جن میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوگئیں۔ اس سے بھی لمبی ایک اور سرنگ ابھی زیر تعمیر ہے جو دنیا کی سب سے لمبی سرنگ ہوگی۔ اس کی لمبائی 57 کلومیٹر ہے اور وہ 2018ء میں مکمل ہوگی۔

23/اپریل 2010ء کو جمعۃ المبارک کے دن ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں حضور انور ایدہ اللہ تیسری بار فرانس میں ورود فرما ہوئے۔ پہلی بار آپ یوکے سے انگلش چینل کو ڈاور (Dover) اور کیلے (Calais) کی پورٹ سے عبور کر کے داخل ہوئے تھے جبکہ دوسری بار آپ سپین کے شہر بارسلونا اور والنسیہ کی طرف سے اور آج سوئٹزرلینڈ اور فرانس کے بارڈر کو Basel شہر سے کراس کرتے ہوئے فرانس میں رونق افروز ہوئے۔ اس لحاظ سے بھی یہ سفر بڑا تاریخی سفر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بزرگ مسیح کے ذریعہ نور محمدی سے منور ہونے کے لئے جو قومیں تیار کر رکھی ہیں ان تک محمد عربی ﷺ کا صلح و آشتی، امن وسلامتی اور محبت کا پیغام پہنچانے کے اعتبار سے بھی یہ سفر بڑا اہم تھا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی منشاء کے عین مطابق تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی خاص انسانی منصوبہ کے خود اس سفر کا انتظام فرمایا اور خود ہی اس کی راہیں بھی متعین کیں اور ایسا پروگرام بنایا کہ صرف ایک ماہ کے دوران تین بار حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو فرانس کی مختلف جہتوں اور سمتوں سے فرانس میں لے کر آیا اور اس طرح اہل فرانس اور اس کی سرزمین کو خلافت احمدیہ سے وابستہ بے پایاں برکتوں سے بہرہ مند ہونے کا موقعہ بہم پہنچایا۔ اب یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ کب اور کیسے اور کس قدر ان برکتوں سے فیض پاتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ اپنے فضل سے فرانسیسی قوم کو اس احسان کی قدر کرنے کی استعداد نصیب فرمائے اور انہیں یہ توفیق ملے کہ وہ بھی حق آشنا قوموں میں شمار ہوں۔ آمین

بہرحال بارڈر کراس کرتے ہی سوئٹزرلینڈ کا پہاڑی علاقہ ختم ہوگیا اور فرانس کا ہموار میدانی علاقہ شروع ہوگیا جہاں کھیتوں میں فصلیں اُگی ہوئی تھیں۔ سات بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ کا قافلہ Battenheim کے اس سروس اسٹیشن پر پہنچا جو میٹنگ پوائنٹ کے طور پر پہلے سے طے شدہ تھا۔ یہاں پر محترم امیر صاحب فرانس اپنی جماعت کے چند دوسرے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کے منتظر تھے۔ جیسے ہی حضور انور کا قافلہ پہنچا اور حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو محترم امیر صاحب فرانس نے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فرانس اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور پرنور نے اس موقعہ پر بڑی ہی شفقت سے محترم امیر صاحب فرانس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی ایک ماہ سے اچھی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا حضور! یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے۔ ہم تو برکتیں لوٹ رہے ہیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے محترم امیر صاحب سوئٹزرلینڈ اور ان کے ساتھ الوداع کہنے کیلئے آنے والوں کو شرف مصافحہ بخشا۔ محترم صداقت احمد صاحب (مربی سلسلہ) نے جب حضور سے مصافحہ کیا تو آپ نے ان سے جمعہ کی حاضری کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور! معین تعداد کا علم نہیں۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جرمنی سے پچاس لوگ تو ہونگے۔ محترم مربی صاحب نے عرض کیا کہ پچاس سے تو زیادہ تھے۔ بعد میں انہوں نے خط کے ذریعہ حضور کی خدمت میں معین رپورٹ بھجوائی۔ جس کے مطابق حاضرین کی کل تعداد ایک ہزار 35 نفوس پر مشتمل تھی اور ان میں سے 150 کے لگ بھگ لوگ جرمنی سے تشریف لائے تھے۔ استقبال و الوداع کے ان مختصر لحات سے گزرنے کے بعد قافلہ 7 بجکر 48 منٹ پر اپنی اگلی منزل Strassburg کی طرف روانہ ہوا جو کہ یہاں سے 110 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سفر شروع ہوتے ہی محترم امیر صاحب فرانس نے واکی ٹاکی کے ذریعہ آنے والے معزز مہمانوں کو اھلاً وسھلاً و مرحباً کہتے ہوئے یہ اطلاع دی کہ یہاں ٹمپریچر 18-19 ڈگری سنٹی گریڈ ہے اور کل بھی ایسے ہی ہوگا تاہم بادل بھی ہونگے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ "یہاں سے بائیں طرف ھوش (Voges) کا پہاڑی سلسلہ نظر آرہا ہے جو فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ رستہ میں محترم امیر صاحب اسی طرح واکی ٹاکی کے ذریعہ مختلف جگہوں کا تعارف کرواتے رہے اور اسی طرح سفر کرتے ہوئے ہم 8 بجکر 45 منٹ پر سٹراسبرگ شہر کے ہوٹل Holiday Inn کے پاس پہنچ گئے۔

سٹراس برگ شہر شمال مشرقی فرانس میں دریائے رائین (Rhein) سے چار کلومیٹر دور فرانس اور جرمنی کے بارڈر پر واقع ہے۔ یہ Bas-Rhein Department کا صدر مقام ہے۔ یہ Alsace ریجن کا اہم ترین شہر ہے۔ 1992ء سے اس شہر میں یورپین پارلیمنٹ قائم ہے اور یورپین یونین کے انسانی حقوق کمیٹی کے دفاتر بھی یہیں واقع ہیں۔ سٹراس برگ (Strassburg) ایک صنعتی، ثقافتی، کمرشل اور مواصلاتی مرکز کے طور پر مشہور ہے۔ موٹی بطخ کی چربی کو پیس کر بنائے جانے والے مسالہ کی وجہ سے بھی یہ شہرت رکھتا ہے۔ دریائے رائین (Rhein) پر موجود ایک بندرگاہ کے ذریعہ اسکی تجارت فروغ پا رہی ہے۔ اس شہر کا نام "سٹراس برگ" رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یورپ کے ہر ملک سے کوئی نہ کوئی رستہ اس شہر سے آکر ملتا ہے۔ اندلس کے مسلمان حکمران بھی سٹراس برگ کے رستہ ہی باقی دنیا سے رابطہ کیا کرتے تھے۔

پرانے شہر کے جنوب مشرقی حصے میں North Dame کا مشہور کیتھیڈرل ہے جس کی تعمیر 1015ء میں ہوئی۔ Saint Thomas کا ایک Gothic چرچ بھی لوگوں کی دلچسپی کا مرکز ہے جو تیرھویں یا چودھویں صدی کے زمانے کا ہے۔ میونسپل آف آرٹ کا میوزیم بھی اسی شہر میں واقع ہے۔ 455ء میں Huns کے ہاتھوں یہ شہر تباہ ہوگیا تھا لیکن جلد ہی Franks کے ہاتھوں اس کی دوبارہ تعمیر ہوگئی۔ 923ء میں یہ شہر مقدس رومی سلطنت کا حصہ بن گیا۔ بعد میں یورپ کے احیاء کے زمانہ میں یہاں کے لوگوں نے پروٹسٹینٹ فرقہ کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ 1871ء میں جنگ کے بعد یہ جرمنی کا حصہ بن گیا تھا۔ 1919ء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد یہ شہر فرانس کو واپس ملا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنی نے اس شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ 2004ء میں اس شہر کی کل آبادی دو لاکھ 73 ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ اس شہر کی ایک سرحد جرمنی اور دوسری سوئٹزرلینڈ سے ملتی ہے۔ جنیوا اور نیویارک کے بعد یہ دنیا کا تیسرا ایسا شہر ہے جہاں پر کئی انٹرنیشنل تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اس علاقہ میں 142 احمدی آباد ہیں جن میں سے 70 فیصد دوسرے ملکوں کے غیر پاکستانی احباب ہیں۔ 8 بجکر 45 منٹ پر قافلہ Holiday Inn پہنچا تو بچوں نے حضور انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ محترم امیر صاحب نے مقامی صدر جماعت مکرم Jemia Faycal صاحب کا تعارف کروایا جن کا تعلق تیونس سے ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے اسی ہوٹل کے ایک ہال میں 9 بجے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں جو جماعت نے نمازوں کی ادائیگی کیلئے بطور خاص حاصل کیا تھا۔ نمازوں کے بعد حضور انور اپنے کمرہ میں واپس تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورہ بیلجیم وجرمنی از صفحہ 16

گئیں اور آج میں نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی ہے۔

❁......ایک صاحب عبداللہ Kakani ہیں۔ ان کا تعلق بھی مراکش سے ہے۔ انہوں نے اپنے بھانجے محمد غزاوی کے ذریعہ احمدیت کا پیغام سنا اور MTA پر آنے والے عربی پروگراموں اور الحوار المباشر کو باقاعدہ دیکھتے رہے اور اپنے عزیزوں کے زیر تبلیغ رہے اور آج بیعت کی سعادت پائی۔

❁......آج بیعت کی توفیق پانے والوں میں ایک تیسرے دوست بشیر بن کاہلہ (Kahla) صاحب تھے۔ ان کا تعلق ملک الجیریا سے ہے۔ ان کا رابطہ بھی MTA کے ذریعہ ہوا اور عربی پروگرام دیکھتے رہے۔ جب بھی کسی مسئلے پر شک ہوتا تو انٹرنیٹ کے ذریعہ سوال کرتے یہاں تک کہ ان کے تمام شکوک رفع ہو گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں MTA پر پروگرام الحوار لمباشر دیکھ رہا تھا۔ لوگ ٹیلیفون کر رہے تھے۔ میں نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ! اپنے فضل سے مجھے بھی کوئی نشان دکھا۔ چنانچہ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو مجھے بلوانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں جب حاضر ہوا تو دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپؑ کے گرد مختلف اقوام کے لوگ بیٹھے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام علماء کی دشمنی کا ذکر کر رہے ہیں کہ میں نے ہر طرح کی دلیلیں انہیں دی ہیں لیکن ان علماء پر کوئی اثر نہیں۔ پھر آپؑ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور میرے بالکل قریب ہو گئے۔ میں نے کہا حضور کس قدر خوبصورت ہیں۔ آپؑ مجھے لے کر بیٹھ گئے اور میرے گھٹنے پر سبز رنگ کے کاغذ پر نیلے قلم سے لکھنے لگے اور فرمایا میں تمہیں اپنی نبوت کی دلیلیں لکھ کر دیتا ہوں۔ میں نے کہا حضور! میں تو آپ پر ایمان لاتا ہوں کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ آپؑ نے فرمایا میں آپ کو ایک تلوار بشیر کے نام سے دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا حضور میں اس کا حقدار نہیں ہوں۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آواز آئی کہ اگر تم پیچھے مڑے بغیر اس تلوار کے ساتھ جاؤ گے تو جس دروازے سے چاہو جنت میں چلے جاؤ۔ میں نے غلام سے کہا دروازہ کھولو۔ اس طرح سے میں جنت میں داخل ہو گیا۔ میرا بیٹا عبدالقادر اور میری بیوی پہلے سے جنت میں موجود تھے۔

❁......آج بیعت کی سعادت پانے والے ایک صاحب عمر Elhallabi صاحب تھے۔ موصوف کا تعلق بھی مراکش سے ہے اور تیس سال کے نوجوان ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کو ان کے بھائی کے ذریعہ احمدیت کا تعارف ہوا۔ ان کے بھائی ہالینڈ میں مقیم ہیں۔ بھائی نے ان سے کہا کہ MTA کے پروگرام دیکھو۔ یہ کہتے ہیں کہ میں بھائی سے ناراض ہوا کہ کیوں مجھے احمدیوں کے پروگرام دیکھنے کو کہتا ہے۔ لیکن بھائی میرے پیچھے پڑا رہا کہ کم از کم ایک پروگرام ہی دیکھ لو۔ چنانچہ میں نے ایک پروگرام دیکھا اور پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور مزید پروگرام دیکھے اور مستقل MTA دیکھنے لگا۔ میں جہاں بھی ہوتا الحوار المباشر کا پروگرام دیکھنے کے لئے پہنچ جاتا یہاں تک کہ میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا اور بیعت کے بعد میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے کوئی نشان دکھائے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور انور بیلجئم میں تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ جناح کیپ پہنے ہوئے تین اشخاص ہیں۔ اس خواب کو دیکھے ایک ہی دن گزرا تھا کہ مجھے مشن ہاؤس سے فون آیا کہ حضور انور بیلجئم تشریف لا رہے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میری خواب پوری کر دی اور آج مجھے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت عطا ہو رہی ہے۔

❁......بیعت کرنے والے ایک اور دوست کا نام الحسن Akhusseen صاحب ہے۔ ان کا تعلق بھی مراکش سے ہے۔ موصوف اٹلی میں مقیم تھے لیکن وہاں پر کام نہیں ملتا تھا جس پر انہوں نے بیلجئم آنے کا ارادہ کیا اور مع فیملی یہاں آ گئے۔ گزشتہ ماہ بیلجئم سے ایک خاتون شمیسہ صاحبہ نے لندن جا کر بیعت کی تھی اور حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔ الحسن Akhusseen کی بیوی سے اس خاتون کی واقفیت تھی۔ جب شمیسہ صاحبہ لندن سے واپس آئیں تو الحسن صاحب کی بیوی نے ان کو فون کیا کہ اب ہم اٹلی سے بیلجئم آ گئے ہیں تم ہمارے لئے کوئی کام تلاش کرو۔ شمیسہ صاحبہ سوشل ورکر ہیں۔ انہوں نے کام کا جواب دینے کی بجائے ان سے پوچھا کیا آپ کو جماعت احمدیہ کا علم ہے۔ اس پر الحسن صاحب کی بیوی نے کہا کہ MTA دیکھا لیکن بہت زیادہ پتہ نہیں۔ چنانچہ شمیسہ صاحبہ نے ان کا جماعت سے، مشن سے رابطہ کروا دیا اور ان کو لٹریچر اور کتب دی گئیں اور انہوں نے باقاعدگی سے MTA کے پروگرام دیکھنے شروع کئے۔ یہ خود بیان کرتے ہیں کہ احمدیت کی برکت سے انہیں کام بھی مل گیا، گھر بھی مل گیا اور بیلجئم میں قیام کے کاغذات بھی مل گئے۔ یہ سب کچھ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ہوا۔

❁...... مکرم الحسن Boguna صاحب کا تعلق بھی مراکش سے ہے۔ 46 سال ان کی عمر ہے۔ انہوں نے 2003ء سے MTA کے پروگرام دیکھنے شروع کئے۔ ان کی خواہش رہی کہ لندن جا کر حضور انور سے ملوں لیکن جا نہیں سکے۔ MTA پر پروگرام دیکھتے رہے۔ اب دو ماہ قبل احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی اور آج حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف عطا ہوا ہے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بیعت کرنے سے قبل خواب میں دیکھا کہ میں حضور انور کے دائیں طرف کھڑا ہوں اور بائیں طرف امریکہ کا صدر کھڑا ہے۔ امریکہ کے صدر نے مجھے سفید لباس میں ایک چھوٹی سی بچّی دی ہے۔ بعد میں مَیں نے حضور کے ہاتھ کا بوسہ دیا اور حضور نے میرے سر پر پیار دیا اور مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ یہ بہت ہی مبارک خواب تھا۔ میں حضور کے ساتھ بیٹھا، دست مبارک کو چوما اور بیعت کی سعادت پائی۔

❁......بیعت کرنے والوں میں ایک دوست Kashem Ska صاحب تھے۔ ان کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے۔ یہ ایک احمدی دوست اظہار الدین صاحب کے زیر تبلیغ رہے۔ بنگلہ زبان میں جماعت کا لٹریچر پڑھا اور تسلی ہونے پر بیعت کرنے کا فیصلہ کیا۔

❁......پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست یاسر ملک صاحب نے بھی آج بیعت کی سعادت حاصل کی۔ موصوف بچپن سے ہی بیلجئم میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک احمدی نوجوان شریف احمد صاحب کے زیر تبلیغ رہے اور بعد میں دس ماہ تک مبلغ سلسلہ بیلجئم کے زیر تبلیغ رہے۔ انہوں نے بیعت کا فیصلہ کرنے سے قبل رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ہیں۔ تھوڑی دیر میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ اسی اثناء میں سیلاب آ جاتا ہے اور لوگ اس میں بہنے لگتے ہیں۔ مجھے ڈر پیدا ہوتا ہے کہ میں بھی اس سیلاب میں بہہ جاؤں گا۔ لیکن ایک ہاتھ آیا اس نے کہا ڈرو نہیں میں تمہیں بچاتا ہوں۔ اس طرح میں ہلاک ہونے بچ گیا۔ جب یہ خواب انہوں نے یہاں کے مبلغ سلسلہ کو سنایا تو انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے فوٹو دکھائے تو انہوں نے تصاویر دیکھتے ہی کہا کہ پہلے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے انہیں بچایا ہے۔ اس خواب کے بعد انہوں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا اور آج حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔

❁......افریقہ کے ملک Congo سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون عائشہ Matshiban صاحبہ نے بھی آج بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ موصوفہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا اور مشن ہاؤس آتی رہیں۔ MTA اور DVD کے ذریعہ جماعت کی مکمل معلومات حاصل کیں اور بتایا کہ ایک لمبے عرصہ سے سچائی کی تلاش میں تھی۔ بیلجئم میں حضور انور کی آمد کا سنا تو مشن ہاؤس تشریف لائیں اور کہا کہ میں آج بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئیں۔ انہوں نے صدر لجنہ کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ میں حضور انور کا دیدار کرنا چاہتی ہوں۔ نماز مغرب وعشاء پر بعض انتظامی معاملات کی وجہ سے تاخیر ہوگئی اور دیدار نہ کر سکیں تو روتی رہیں اور کہنے لگیں کہ میں اب واپس نہیں جاؤں گی جب تک حضور انور کے چہرہ مبارک کو نہ دیکھ لوں۔ چنانچہ مشن ہاؤس میں ٹھہری رہیں اور صبح فجر کی نماز سے پہلے ہی باہر نکل کر کھڑی ہوگئیں اور فجر کی نماز پر جاتے ہوئے حضور انور کا دیدار کیا اور بار بار اس سعادت کے حصول پر اپنی خوشی کا اظہار کرتی رہیں۔

❁......ایک خاتون خدیجہ Dahaoui صاحبہ قبل ازیں لندن جا کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پا چکی تھیں اور احمدیت میں شامل ہونے کا اظہار کر چکی تھیں۔ موصوفہ کا تعلق مراکش سے ہے اور یہ اٹلی اور بیلجئم میں مراکش ایمبیسز میں وائس کونسلر رہی ہیں۔ موصوفہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضور انور کے سامنے بیٹھی ہوں۔ حضور کا چہرہ بہت نورانی ہے۔ جب میں نے لندن جا کر ملاقات کی تو جیسے خواب میں نورانی چہرہ دیکھا ویسا ہی پایا۔ آج موصوفہ نے بھی بیعت کی سعادت حاصل کی۔

❁...... تیسری خاتون جنہوں نے آج بیعت کی سعادت پائی ان کا نام شمسیہ الحکمی ہے اور ان کا تعلق بھی مراکش سے ہے۔ یہ بھی لندن جا کر حضور انور سے ملاقات کا شرف پا چکی تھیں۔ یہ بھی MTA کے پروگرام دیکھ کر جماعت کے بہت قریب آ گئیں اور کہتی ہیں کہ اگر آج دنیا میں کوئی پُر امن جماعت ہے اور اسلام کی خدمت کرنے والی جماعت ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور بیعت کرنے کے بعد کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں ہی جنت دکھا دی ہے۔

یہ سبھی بیعت کرنے والے، بیعت سے قبل ہی اپنے ایمان اور اخلاص میں آگے بڑھ رہے تھے۔ مکرم عمر Elhallabi صاحب جب مشن ہاؤس آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے مجھے جن کی تلاش تھی وہ مل گئے ہیں۔ آج اللہ نے میری دعا سن لی ہے۔

❁...... مکرم الحسن Boguna صاحب نے بیعت کرنے سے قبل ہی غیر از جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی اور احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ ان کی مخالفت شروع ہوئی۔ انہوں نے حضور انور کو دعا کے لئے خط لکھا۔ حضور انور کی طرف سے اس کا جواب موصول ہوا۔ یہ جب ایک دن مشن ہاؤس آئے تو ان کو حضور انور کی طرف سے موصولہ خط دیا۔ انہوں نے خط پڑھنے سے قبل ہی اس کو چومنا شروع کر دیا کہ یہ حضور کا خط ہے۔ محبت میں اس قدر فدا تھے کہ خط کو اپنے جسم کے ساتھ ملنا شروع کر دیا کہ یہ میرے آقا کا خط ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ بیلجئم کی تعداد نئے شامل ہونے والوں کے ساتھ مسلسل بڑھ رہی ہے اور ہر آنے والا دن نئی کامیابیوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔

بیلجئم میں جماعت کا باقاعدہ قیام 1982ء میں ہوا تھا۔ اس وقت سات خدام، چار بچّے اور چند خواتین تھیں۔ اب یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک کے دس شہروں میں چودہ صد سے زائد احباب پر مشتمل بڑی مضبوط اور فعّال جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور حکومت کے سرکردہ حکام کا رابطہ بھی جماعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔

ابھی کچھ دن قبل ملک کی نائب وزیر اعظم Hon. Joelle Milquet جماعت احمدیہ بیلجئم کے ساتھ شہدائے لاہور کی تعزیت کے لئے آئی تھیں۔ اور اس دردناک واقعہ پر افسوس اور دکھ کا اظہار کیا اور قریباً ایک گھنٹہ احباب جماعت کے ساتھ رہیں۔ اس موقعہ پر موصوفہ نے تصویری نمائش بھی دیکھی۔ نمائش میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے احمدیت اور بعض دیگر مواقع کی تصاویر کے علاوہ شہدائے احمدیت اور جماعت پر ہونے والے مظالم کی تصاویر تھیں۔ اس موقع پر موصوفہ نے تفصیل کے ساتھ جماعت کا تعارف حاصل کیا اور مردوں اور خواتین سے حکومت بیلجئم کی طرف سے تعزیت کا اظہار کیا۔

بیلجئم کی ممبر پارلیمنٹ Razzouk Souad صاحبہ بھی اس موقعہ پر موجود تھیں موصوفہ Souad صاحبہ گزشتہ سال جلسہ سالانہ یوکے 2009ء میں شرکت کر چکی ہیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لندن اور بیلجئم میں بھی ملاقات کی سعادت حاصل کر چکی ہیں اور ہر میدان میں جماعت کی خدمات میں پیش پیش ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنی دنیوی حیثیت کے لحاظ سے مختلف لیول پر جماعت کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بیلجئم ہر لحاظ سے ترقی کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ بیلجئم کا موجودہ مشن ہاؤس ''بیت السلام'' 1985ء میں خریدا گیا تھا۔ گزشتہ سال جماعت بیلجئم کو برسلز شہر کے اندر Uccle کے علاقہ میں مرکزی مسجد کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی ہے جس میں دو رہائشی عمارات بڑی اچھی حالت میں تعمیر شدہ موجود ہیں۔ اس قطعہ زمین کا کل رقبہ 2019 مربع میٹر ہے۔ ایک عمارت 175 مربع میٹر کے رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے اور تین منزلہ ہے۔ اس کے علاوہ 994 مربع میٹر کے رقبہ پر دو بڑے ہال نما گیراج ہیں۔ ان گیراج کے ایک حصہ کے اوپر دو منزلہ رہائشی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 850 مربع میٹر کا رقبہ خالی ہے۔ اور یہ ساری جگہ پختہ ہے۔ جہاں انشاء اللہ العزیز جماعت بیلجئم کی پہلی مرکزی مسجد تعمیر ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال اپنے دورہ بیلجئم کے دوران 13 دسمبر 2009ء کو اس جگہ کا معائنہ فرمایا تھا۔ شہر کے مختلف اطراف سے بآسانی اس جگہ پر پہنچا جا سکتا ہے۔ ٹرام کا سٹاپ اس جگہ کے بالکل قریب ہے۔

ہمارے موجودہ جماعتی مشن ہاؤس ''بیت السلام'' سے 13 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ بیلجئم کی پہلی باقاعدہ مسجد کی تعمیر کا پراسس (Process) اس وقت مختلف مراحل سے گزر رہا ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

مکرمہ نسیمہ رحمٰن دہلوی صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/جولائی 2008ء میں مکرم فضل الرحمٰن عامر صاحب کے قلم سے اُن کی والدہ محترمہ نسیمہ رحمٰن دہلوی صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترمہ نسیمہ رحمٰن صاحبہ نے قریباً 16 سال کی عمر میں تن تنہا اتر پردیش سے قادیان تک کا طویل سفر محض احمدیت قبول کرنے کے واسطے اختیار کیا جبکہ آپ کو یہ بھی علم نہیں تھا کہ قادیان کدھر ہے۔آپ بیان فرماتی ہیں کہ ہمارے جد امجد راجہ داہر کے خاندان سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔رئیس ہونے کی وجہ سے اثر ورسوخ کے مالک تھے۔جب ہندو بھی ہمارے محلّہ سے بارات یا کسی اور موقعہ پر بینڈ باجے بجاتے ہوئے نکلتے تو ہماری مسجد کے سامنے پہنچ کر احتراماً باجا بجانا بند کردیتے تھے، خاص طور پر نماز کے وقت احترام روا رکھتے۔میرے والد صاحب سخت طبیعت کے مالک تھے اور سارا محلّہ ان سے ڈرتا تھا۔میری والدہ صاحبہ وہابی عقیدہ رکھتی تھیں۔نماز روزہ کی پابند، مخیّر و نیک خاتون تھیں۔گھر میں کوئی شرک و بدعت کی بات نہ تھی۔نذر نیاز کا کھانا، عاشورہ محرم کا دیکھنا سب منع تھا۔میں نے آٹھ سال کی عمر سے پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنا شروع کی۔نو سال کی عمر سے سارے روزے رکھنے لگی۔ بلاناغہ قرآن شریف کی تلاوت کرتی۔ جب نو سال کی ہوئی تو باقاعدہ پردہ شروع کردیا۔

میری پھوپھی کے چار بیٹوں میں سے تین احمدی ہوگئے تھے۔اُن میں سے ایک ممتاز علی خانصاحب کی چھوٹی بیٹی میری ہم عمر تھیں اور میرا ان کے پاس ہر وقت کا آنا جانا تھا۔ان کے گھر میں الفضل، بدر، مصباح، اور احمدیت کی دیگر کتب وغیرہ ہوتی تھیں۔میرے بھائی متمول تھے اور مربیان کو بلاکر اپنے یہاں جلسے بھی کرواتے۔غرض بچپن سے دل میں احمدیت کی تعلیم راسخ ہوتی گئی اور یہ تناور درخت بن گیا۔

میں چودہ سال کی تھی جب خلافت کی سلور جوبلی کے بارہ میں مضمون شائع ہونے لگے۔میرے دل میں بھی قادیان جانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔اس بات کا تذکرہ میں نے اپنے بھائی سے کیا مگر آپ نے کہا کہ اگر میرے ابّا کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوں گے۔میں خاموش ہوگئی مگر رو رو کر دعائیں کرتی رہی۔ 21 دسمبر کی رات بھائی جانے لگے تو مَیں نے دوبارہ ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔مگر وہ کہنے لگے کہ تمہارے ابّا تمہارے ساتھ ساتھ مجھ پر بھی سخت ناراض ہوں گے، تم مجھے بیعت کا خط لکھ کر دیدو۔میں نے خط تو لکھ دیا مگر گھر آکر خوب روئی۔ پھر اپنی ایک سہیلی کو رازدار بنایا تو وہ اور اُس کا بھائی مجھے لکھنؤ لے آئے۔امرتسر کے لئے ایکسپریس چھوٹ چکی تھی اس لئے انہوں نے پسنجر ٹرین کا لاہور کا ٹکٹ لے کر مجھے بٹھا دیا۔تنہا لمبا سفر، والدین کی جدائی سے بڑھ کر ان کی ناراضگی کی فکر، یہ پریشانی بھی تھی کہ جلسہ شروع ہوگیا ہوگا، میں کب اور کس طرح قادیان پہنچوں گی۔

سفر کے تیسرے دن عصر کی نماز پڑھی اور رو رو کر دعائیں مانگیں۔ پھر ایک ہندو عورت جو لیٹی ہوئی تھی اُس سے بیٹھنے کے لئے ذرا سی جگہ مانگی تو وہ لڑنے لگی۔سامنے کی سیٹ پر ایک بزرگ بیٹھے تھے کہنے لگے کہ تمہیں نماز پڑھتے دیکھ کر مجھے بہت رشک ہوا، تم کہاں جارہی ہو؟ میں بہت جوش سے بولی: قادیان جارہی ہوں جہاں ہمارا جلسہ سالانہ ہورہا ہے۔یہ بزرگ ڈاکٹر محمد عبداللہ خانصاحب کوئٹہ والوں کے چھوٹے بھائی رحیم اللہ خانصاحب تھے جو کسی وجہ سے لیٹ ہوگئے تھے۔ کہنے لگے کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ میں بولی کوئی نہیں ۔ کہنے لگے سٹیشن پر کوئی لینے آئے گا؟ میں بولی: نہیں۔ کہنے لگے وہاں کہاں ٹھہروگی؟ میں خاموش رہی۔ پھر ساری کیفیت اُن کو سنادی۔ وہ سخت حیرت زدہ ہوئے۔ پوچھا کہ ٹکٹ ہے؟ میں نے ٹکٹ دکھایا تو کہنے لگے کہ یہ تو لاہور کا ہے، کیا تم پہلے لاہور جاؤ گی؟ میں بولی نہیں میں تو قادیان جوبلی کا جلسہ دیکھنے اور احمدیت قبول کرنے جارہی ہوں۔ پھر وہ مجھے لے کر امرتسر سٹیشن پر اُترے اور میرے لئے ٹکٹ خریدا۔ ہم دونوں بٹالہ سے گاڑی بدل کر رات کو قادیان پہنچے اور مجھے بھی اپنے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے گھر لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی بیوی اور بیٹیاں بہت خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔کھانا اور چائے وغیرہ کے بعد سب لڑکیاں ایک کمرہ میں سوگئیں۔

اگلی صبح ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ مجھے جلسہ گاہ لے گئیں اور سٹیج پر حضرت سیدہ امّ طاہرؓ کے حوالے کرکے بتایا کہ یہ لڑکی اپنے والدین سے چھپ کر لکھنؤ سے احمدی ہونے اور جلسہ جوبلی دیکھنے آئی ہے۔حضرت آپا جانؓ نے مجھے پاس بٹھالیا اور بہت پیار سے میرے حالات پوچھے۔میں دن بھر سٹیج پر جلسہ کی کارروائی سنتی رہی، کھانا بھی وہیں کھایا اور رات کو صاحبزادیوں کے ساتھ انہوں نے کار میں مجھے گھر بھیج دیا۔گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔جب حضرت آپا جان کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تشریف لائے تو میری ملاقات حضورؓ سے کروائی۔اگلے روز مَیں نے حضرت میاں طاہر احمد صاحبؒ سے، جو دس گیارہ سال کے بچہ تھے، ڈاک کے دو لفافے منگوائے ۔ ایک لفافہ گھر اور ایک اپنی سہیلی کو لکھا۔ایک ہفتہ کے بعد میری والدہ کا خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ جب تک تمہارا خط نہیں ملا تھا ہم سب بہت پریشان تھے۔

احمدیت جیسی نعمت میرے لئے ہفت اقلیم کی بادشاہت سے کسی طرح کم نہیں تھی۔حضورؓ کے گھر میں رہتی تھی اور حضرت آپا جان میرا ہر طرح کا خیال فرماتیں۔جلسہ کے بعد کئی بزرگ ملنے آئے۔بعض نے میرے والد کو مبارکباد کے خطوط لکھے اور لکھا کہ دین سیکھنے کے لئے اپنی بیٹی کو قادیان میں رہنے دیں۔پھر میرے والد صاحب مجھے لینے آئے کہ ابھی میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا تاکہ وہاں لوگوں کو یقین آجائے کہ یہ قادیان احمدی ہونے گئی تھی۔قادیان سے واپسی کے وقت میرے والد صاحب سے قول لیا گیا کہ وہ لڑکی کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیں گے اور جلد ہی اسے دین کا علم سیکھنے قادیان بھیج دیں گے۔والد صاحب نے وعدہ کیا اور نبھایا۔

جب والد صاحب قادیان پہنچے تو حضورؓ کے ارشاد پر آپ کو سارے قادیان کی سیر کرائی گئی اور بزرگان سے ملایا گیا۔ وہ یہاں کے حسن انتظام اور پنجوقتہ باجماعت نماز کی پابندی سے بہت خوش ہوئے۔پھر جب ہم جانے لگے تو اہل قادیان نے سٹیشن پر جمع ہوکر اجتماعی دعاؤں کے ساتھ مجھے اس حال میں رخصت کیا کہ میرے محسنوں کے بھی آنسو رواں تھے اور میرا بھی رو رو کر برا حال تھا۔بہت سی بہنوں اور بھائیوں نے انمول تحائف سے اس عاجزہ کو نوازا جیسے حضرت مسیح موعودؑ کے ریش مبارک کے بال، کتب اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا میز پوش وغیرہ۔

مضمون نگار (آپ کے بیٹے) رقمطراز ہیں کہ ہم پانچ بہن بھائیوں کی والدہ محترمہ نے نہایت ہی احسن رنگ میں تربیت فرمائی اور بچپن ہی سے نماز، روزہ اور چندہ کی عادت ڈالی۔آپ صاحب رؤیا اور کشوف بزرگ تھیں۔ کئی بار ابتلاء آنے سے قبل ہی صدقہ دلوادیتیں اور بعد میں ہمیں معلوم ہوتا کہ کتنی بڑی پریشانی سے ہم بچ گئے ہیں۔بتایا کرتی تھیں کہ میں نے خداتعالیٰ کی تجلی یوں دیکھی ہے کہ ایک دفعہ راولپنڈی میں بڑی تیز بارش ہورہی تھی۔ میں برآمدے میں چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی۔مغرب کا وقت تھا اور گہرے بادلوں کی وجہ سے سخت گہرا اندھیرا ہوگیا تھا۔اچانک آسمان سے زمین تک سفید نور کی چادر بچھ گئی اور اس میں موٹے موٹے حروف میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا ہوا نظر آیا۔اس نور کی وجہ سے خوب روشنی ہوگئی اور بڑے زور سے آواز آئی کہ یہ خداتعالیٰ کی تجلی ظاہر ہورہی ہے، دعا کرلو۔

1958ء میں ہمارے والد آرمی سے ریٹائر ہوکر ربوہ منتقل ہوگئے۔میری والدہ بتاتی تھیں کہ انہی دنوں تم بہن بھائی کمرہ میں کھیل رہے تھے کہ اچانک بہت زور سے بجلی کڑکی اور آگ کا ایک گولہ کمرے کی پچھلی کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوا اور تم بچوں کو چھوتا ہوا سامنے والی کھڑکی سے باہر نکل کر سامنے پہاڑی سے ٹکرا کر پھٹ گیا۔کمرہ میں بالوں کے جلنے کی بو پھیل گئی۔میں نے بھاگ کر تم بچوں کو دیکھا تو صرف سب سے بڑے بیٹے کے سر کے بال کچھ جل گئے تھے اور باقی کسی کو کوئی گزند تک نہ پہنچی تھی۔

مرحومہ کو کوئٹہ، راولپنڈی اور ربوہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت دین کی توفیق ملی۔آپ کی وفات 24/نومبر 2007ء کو کینیڈا میں ہوئی۔

سکواش

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ جون 2008ء میں مکرم وقاص احمد چوہدری صاحب کے قلم سے سکواش کے بارہ میں ایک مختصر معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

سکواش کی ابتداء انگلینڈ میں ہوئی اور برطانوی فوجیوں کے ذریعے یہ کھیل دنیا بھر میں پھیل گیا۔ 1890ء میں پہلی بار اس کھیل کے قواعد بنائے گئے۔ اور 1930ء میں لندن میں برٹش اوپن سکواش چمپئن شپ کے نام سے جو سالانہ مقابلے شروع ہوئے یہ اب تک جاری ہیں اور انہیں سکواش کی عالمی چمپئن شپ کے برابر تصور کیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں سکواش کے 3 ملین کھلاڑی اور اس کھیل کی دس ہزار کورٹس ہیں۔ شیفیلڈ میں 1971ء میں سکواش کا ایک ایسا پہلا کورٹ بنایا گیا جس کی دو دیواریں مضبوط شیشے کی ہیں تاکہ تماشائی کھیل کو واضح طور پر دیکھ سکیں۔

سکواش میں پاکستان کو 14 سال تک عالمی برتری حاصل رہی ہے۔ پاکستان کے ہاشم خان نے اسکواش میں اہم مقام حاصل کیا۔اُن کے والد عبداللہ خان پشاور میں انگریزوں کے کلب میں ملازم تھے اور ہاشم خان بچپن میں اپنے والد کے ساتھ کلب جایا کرتے تھے جہاں انہوں نے بڑی محنت سے سکواش سیکھی اور 1944ء میں ایک انگریز سائمن کے کہنے پر ممبئی میں منعقد ہونے والے آل انڈیا ٹورنامنٹ میں حصہ لیا اور فائنل میں ہندوستان کے چیمپئن باری خان کو شکست دے کر آل انڈیا چمپئن بن گئے۔ 1945ء اور 1946ء میں کامیابی کے ساتھ اپنے اعزاز کا دفاع کیا اور 1949ء میں آل پاکستان سکواش چمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ 1950ء میں پاکستان ائیرفورس کے کیپٹن رضا کی ذاتی کوشش سے اُن کو برٹش اوپن اسکواش چمپئن شپ میں شرکت کا موقع ملا تو انہوں نے یہ اعزاز بھی حاصل کرلیا۔

سکواش میں ہاشم خان، جہانگیر خان اور جان شیر خاں کے ہم پلہ کھلاڑی تاریخ میں نہیں ملتے۔ جہانگیر خان کو تو سکواش کا بے تاج بادشاہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے برٹش اوپن کا اعزاز 10 مرتبہ جیتا۔ جان شیر خان 8 مرتبہ ورلڈ چمپئن بننے کا ریکارڈ قائم کرنے والے پاکستانی ہیں جن کی جیت کا تسلسل اُن کے گھٹنے کی تکلیف نے ختم کردیا۔ مذکورہ کھلاڑیوں کے علاوہ روشن خان، اعظم خان، محبّ اللہ خان اور قمر زمان بھی عالمی چیمپئن رہ چکے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 جون 2008ء میں مکرمہ ڈاکٹر شہناز اختر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خلافت آسماں سے ایک نعمت کبریائی ہے
خلافت ہی سے وابستہ ہماری پارسائی ہے
خلافت اک تتمہ ہے نبوت کا رسالت کا
خلافت سے نبوت کی حسیں رُت لوٹ آئی ہے
خلافت نورِ یزدانی خلافت ظل سبحانی
خدا کی قوت قدسی یہ اپنے سنگ لائی ہے
خلافت چشمۂ علم و ہدیٰ نورِ یقیں محکم
الوہی رنگ میں رنگین لعلِ بے بہائی ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

16th July 2010 – 22nd July 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273 or fax +44 20 8874 8344

Friday 16th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat
00:50	Insight & Science and Medicine Review
01:25	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:25	Historic Facts: part 35.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
05:05	Jalsa Salana Canada 2008: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:10	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 5th November 2006.
07:50	Siraiki Service
09:00	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, recorded on 22nd April 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon
13:10	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
14:10	Bengali Service
15:00	Real Talk
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Friday Sermon [R]
17:25	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Food for Thought: diabetes.
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 17th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th May 1998.
02:40	MTA World News & Khabarnama
03:10	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 16th July 2010.
04:25	Rah-e-Huda: an interactive Urdu talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05	Jalsa Salana USA 2008: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 21st June 2008.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 16th February 1997. Part 2.
09:00	Friday Sermon recorded on 16th July 2010.
10:15	Indonesian Service
11:15	French Service
12:20	Tilawat
12:35	Yassarnal Qur'an: a programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 21st February 2010.
16:00	Khabarnama
16:20	Live Rah-e-Huda: interactive talk show.
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]
23:40	Friday Sermon [R]

Sunday 18th July 2010

00:55	MTA World News & Khabarnama
01:25	Yassarnal Qur'an: lesson no. 18.
01:45	Tilawat
01:55	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th May 1998.
03:00	Khabarnama
03:15	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 16th July 2010.
04:25	Faith Matters
05:25	Art Class with Wayne Clements
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Children's class with Huzoor, recorded on 27th November 2004.
07:30	Faith Matters
08:35	Jalsa Salana USA 2008: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
10:05	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 1st June 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
12:45	Bengali Service
13:55	Friday Sermon [R]
15:00	Children's class [R]
16:05	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:25	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Life in Snow
21:05	Children's class [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:20	Roshni Ka Safar: an interview with new converts.

Monday 19th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
01:15	International Jama'at News
01:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th May 1998.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:35	Friday Sermon: rec. on 16th July 2010.
04:35	MTA Variety: Life in Snow
05:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd February 1998.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 28th November 2004.
07:55	Seerat-un-Nabi (saw)
08:25	Le Francais C'est Facile: lesson no. 94.
08:50	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1998.
09:55	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 14th May 2010.
11:00	Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Tanveer Ahmad Khadim on the topic of 'Ahmadiyyat - the true Islam'.
11:50	Tilawat & International Jama'at News
12:50	Bangla Shomprochar
13:55	Friday Sermon: rec. on 10th July 2009.
15:00	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th May 1998.
20:30	International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class [R]
22:00	Jalsa Salana Speeches [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Tuesday 20th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. 28th May 1998.
02:40	Le Francais C'est Facile: lesson no. 94.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:45	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1998.
04:55	Jalsa Salana UK 2008: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 25th July 2008.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 4th December 2004.
08:05	Question and Answer Session
09:15	Peace Symposium
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 17th July 2009.
12:05	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:45	Yassarnal Qur'an: lesson no. 20.
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 5th November 2006.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Question and Answer Session [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
17:40	Historic Facts: part 36.
18:15	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 16th July 2010.
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 21st July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an: lesson no. 20.
01:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd June 1998.
02:30	Learning Arabic: lesson no. 14.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:35	Peace Symposium: held at Baitul Futuh.
04:00	Question and Answer Session
05:15	Majlis Ansarullah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 5th November 2006.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Land of the Long White Cloud: part 9.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:05	An Introduction to Ahmadiyyat
09:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 5th April 1998.
10:15	Indonesian Service
11:10	Swahili Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
12:50	From the Archives: Friday sermon delivered on 19th April 1985 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana UK 2008: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 26th July 2008 from the ladies Jalsa Gah.
16:05	Khabarnama
16:20	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
17:25	Question and Answer Session [R]
18:35	MTA World News
18:50	Arabic Service
19:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:50	An Introduction to Ahmadiyyat [R]
21:50	Jalsa Salana UK 2008 [R]
22:50	From the Archives [R]

Thursday 22nd July 2010

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
01:00	Liqa Ma'al Arab
02:00	MTA World News
02:20	An Introduction to Ahmadiyyat
03:15	From the Archives: rec. on 19th April 1985.
04:25	Land of the Long White Cloud: part 9.
04:55	Jalsa Salana UK 2008: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 26th July 2008 from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	MTA Variety: Inauguration of Nasir High School, Rabwah.
06:50	Children's class with Huzoor, recorded on 11th December 2004.
08:05	Faith Matters: part 38.
09:10	English Mulaqat: English question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 19th March 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
11:50	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an: lesson no. 22.
12:50	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 16th July 2010.
13:50	Jalsa Salana UK 2008: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 27th July 2008.
14:55	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, recorded on 10th November 1994.
16:00	Khabarnama
16:25	Yassarnal Qur'an [R]
16:50	English Mulaqat [R]
18:00	MTA World News
18:35	Arabic Service
20:35	Faith Matters [R]
21:45	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:50	Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 Friday 09 July , 2010 Issue No. 28

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ بیلجیم و جرمنی، جون 2010ء کی مختصر رپورٹ

حضور ایدہ اللہ کا بیلجیم میں ورود مسعود۔ تقریب بیعت۔

نومبایعین کے قبول احمدیت، اخلاص و وفا اور خلافت سے محبت کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

19 جون 2010ء بروز ہفتہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تین ممالک بیلجئم، جرمنی اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح گیارہ بج کر بیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔

حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد وخواتین بیت الفضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کیا۔ کینیڈا سے آئے ہوئے ہمارے عرب مہمان مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے ان کا حال دریافت فرمایا اور کامل صحت کے لئے دعا دی۔ موصوف ایک عرصہ سے بیمار ہیں جس کے باعث MTA کے عربی پروگرام ''الحوار المباشر'' میں شرکت نہیں کر رہے۔ آج کل لندن میں مقیم ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد 6 گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کی بندرگارہ (Port) Dover کے لئے روانہ ہوا۔ ان میں دو گاڑیاں مرکز اور جماعت انگلستان کی نمائندگی میں حضور انور کو الوداع کرنے کے لئے Dover تک جا رہی تھیں۔ لندن سے Dover 109 میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مسافت قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں طے کرنے کے بعد 12 بج کر پچاس منٹ پر قافلہ Dover کی بندرگاہ پر پہنچا۔

مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر تبشیر)، مکرم ٹومی کاہلوں صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے، مکرم رفیق احمد جاوید صاحب نمائندہ صدر مجلس انصار اللہ یوکے، سیکیورٹی سٹاف کے ممبران اور خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے عہدیداران اور خدام کی سیکیورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا۔

بعد ازاں قافلہ روانہ ہو کر فیری ٹرمینل پہنچا جہاں امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد ایک بج کر 35 منٹ پر جہاز ران کمپنی P & O کی فیری Pride of Burgandy میں سوار ہوئے۔ گاڑیاں فیری (Ferry) کے اندر پارک ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

ایک بجکر 45 منٹ پر فیری Dover سے فرانس کی بندرگاہ Calais کے لئے روانہ ہوئی اور قریباً ایک گھنٹہ 35 منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق چار بجکر بیس منٹ پر فرانس کی بندرگاہ Calais پر لنگر انداز ہوئی۔

(فرانس اور برطانیہ کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے اور فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے)

Calais پورٹ پر امیر صاحب جماعت بیلجئم مکرم سید حامد محمود شاہ صاحب، زاہد محمود صاحب سیکرٹری وقف جدید، منیر انجم صاحب سیکرٹری وقف نو، فرید یوسف صاحب سیکرٹری صنعت وتجارت، عدیل الرحمٰن صاحب سیکرٹری سمعی بصری، بشارت احمد صاحب صدر جماعت Antwerpen، چوہدری خالد صاحب سیکرٹری تبلیغ Antwerpen، کریم اللہ صاحب صدر جماعت Turnhout، توقیر افضل احمد صاحب، قائمقام صدر مجلس خدام الاحمدیہ اپنی خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں سے جماعت بیلجئم کی گاڑیوں نے قافلے کو Escort کیا اور قافلہ Calais پورٹ سے بیلجئم کے شہر برسلز کے لئے روانہ ہوا۔ قریباً 35 میل کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک بیلجئم کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں بارڈر سے برسلز (Brussels) شہر کا فاصلہ 79 میل ہے۔

دوران سفر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم امیر صاحب بیلجئم کو جو قافلہ کو Escort کرنے والی گاڑی میں سفر کر رہے تھے پیغام بھجوایا کہ برسلز مشن ہاؤس پہنچتے ہی نماز ظہر وعصر ادا کی جائیں گی اس لئے احباب کو ہدایت کریں کہ وہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے تیار رہیں۔

Calais پورٹ سے قریباً دو گھنٹہ 20 منٹ کے سفر کے بعد بیلجئم کے مقامی وقت کے مطابق چھ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا برسلز کے مشن ہاؤس ''بیت السلام'' میں ورود مسعود ہوا۔

مکرم امیر صاحب بیلجئم اور مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجئم نے حضور انور سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے نماز کی تیاری کی ہدایت فرمائی اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد کے پیش نظر مشن کے احاطہ میں ایک مارکی لگا کر نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا جہاں احباب حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مارکی میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد سب احباب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بیلجئم کی جماعتوں برسلز، Beringen, Turnhout, St. Truiden Oostenden, Eupen, Lier, Liege, Hasselt اور Antwerpen سے آنے والے پانچ صد سے زائد احباب جماعت مرد وخواتین نے اپنے پیارے آقا کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعض فیملیاں پونے دو صد کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے وہاں پہنچی تھیں۔ ایک بڑی تعداد یکصد کلومیٹر سے زائد کا فاصلہ طے کر کے آئی تھی۔ ان میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے نومبائعین بھی تھے اور سبھی اپنے محبوب امام کی زیارت کے لئے بیتاب تھے۔ جہاں انہوں نے شرف زیارت حاصل کیا وہاں اپنے آقا کی اقتدا میں نمازیں ادا کر کے تسکین پائی۔

لاہور کے دردناک واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو مختلف T.V چینلز کے ذریعہ میڈیا میں اپنا موقف پیش کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ آج ایک ایسا ہی پروگرام Ahle Bait TV پر Live آ رہا تھا جس میں لاہور کے واقعہ اور دہشتگردی پر ایک ڈِسکشن پروگرام میں جماعت کے نمائندہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب انچارج عربک ڈیسک یوکے نے جماعتی نمائندہ کے طور پر اس پروگرام میں شرکت کی۔

سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشن ہاؤس کے اس حصہ میں تشریف لے آئے جہاں یہ پروگرام دیکھا جا رہا تھا۔ حضور انور نے آخر تک یہ پروگرام دیکھا۔ اس پروگرام میں ایک شیعہ عالم اور ایک تبصرہ نگار بھی شامل تھے۔ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب نے بہت اچھے رنگ میں جماعت کا موقف پیش کیا۔ پروگرام پیش کرنے والے دوست جاوید زیدی صاحب نے اور دوسرے دونوں مہمان حضرات نے لاہور کے واقعہ کی شدید مذمت کی اور اسے ظلم قرار دیا۔

آج پروگرام کے مطابق نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی سے قبل بیعت کی تقریب تھی۔ سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لائے اور حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجئم سے فرمایا کہ نماز فجر کا وقت چار بجے رکھا ہوا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ صبح صادق کے طلوع کے حساب سے چار بجے وقت بنتا ہے لیکن سنتوں کی ادائیگی کے لئے بھی وقت چاہئے۔ اس لئے نماز فجر کا وقت سوا چار بجے بنتا ہے۔ یہی وقت رکھیں۔

تقریب بیعت

اس کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی۔ جس میں آٹھ مرد احباب اور تین خواتین نے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ مرد حضرات نے حضور انور کے دست مبارک پر اپنے ہاتھ رکھے جب کہ خواتین نے لجنہ ہال میں دیگر خواتین کے ساتھ بیعت کی توفیق پائی۔ ان بیعت کرنے والوں کا تعلق مراکش، الجیریا، Congo، بنگلہ دیش اور پاکستان سے تھا۔

بیعت سے قبل سبھی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ یہ لوگ مصافحہ کرتے ہوئے حضور انور کے ہاتھ کو چومتے، حضور کا ہاتھ اپنے رخسار پر ملتے اور بعض تو روتے جاتے تھے۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں برکتیں حاصل کر رہا تھا اور اپنی زندگی کی اس نہایت قیمتی گھڑی سے لحہ لحہ فیضیاب ہو رہا تھا۔ بیعت کی تقریب کے بعد سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ دوران نماز بھی سجدوں کے دوران بڑے رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ لاہور کے دردناک واقعہ کا دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے ہر احمدی کے دل پر اتنا گہرا اثر ہے کہ ناقابل بیان ہے۔ صبر و رضا کے ان متوالوں نے اپنی سجدہ گاہوں میں اس غم کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ حضور انور کے مبارک وجود سے ہر ایک تسکین پاتا ہے اور غمزدہ دلوں کو ڈھارس ملتی ہے۔ یہ غم یقیناً ایک عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگا اور انشاء اللہ العزیز فتوحات کے دروازے احمدیت کے لئے کھولے جائیں گے۔ اور شہداء احمدیت کے خون کا ایک ایک قطرہ کامیابیوں کی نوید لے کر آئے گا۔ مخالفین کے ظلم وستم کے یہ ستائے ہوئے اللہ کے بندے اس روز خوش ہوں گے اور دشمن رسوا ہوں گے۔ یہی تقدیر الٰہی ہے اور یہ اٹل ہے اور انشاء اللہ ہم اس تقدیر کو ظاہر ہوتا ہوا دیکھیں گے۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نومبائعین کا مختصر تعارف

❁...... آج بیعت کرنے والوں میں مراکش کے ایک دوست فاضل الحسینی صاحب ہیں ان کی عمر چالیس سال ہے اور پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے احمدیت قبول کرنے کی سعادت MTA کے پروگرام الحوار لمباشر کے ذریعہ ہوئی۔ میں نے آٹھ ماہ تک MTA پر آنے والے عربی پروگرام دیکھے جن سے مجھے جماعت کے عقائد کا پتہ چلا اور میری تمام غلط فہمیاں دور ہو

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں